ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ
مفتی محمود

21/19

اب گیند مارشل لاء انتظامیہ کے کورٹ میں ہے

اسلامی تعزیرات کے نفاذ میں افسر شاہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے

علاوہ ازیں

مسلمانوں کے میکانکی علوم ۔ مکران میں ذکریوں کی سرگرمیاں ۔ مفتی صاحب کا خطبہ جمعہ
فیصل آباد کی ڈائری ۔ شہر شہر سے ، طلباء کی ڈائری کے علاوہ دیگر دلچسپیاں

۱۲ مئی ۱۹۷۸ء ۳ جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ

قلندروں کی طرح

میں پرخلوص تھا ماں کی نصیحتوں کی طرح
ملے ہیں دوست مگر مجھ سے دشمنوں کی طرح

تمھارا ذکر چھڑا جب، رُکے ہوئے آنسو
برس برس پڑے ساون کی بارشوں کی طرح

کبھی سُنا تھا چمن ہی کے پاسبانوں نے
چمن کے حُسن کو لُوٹا ہو وحشیوں کی طرح

میں اُن کو ڈھونڈتے خود کھو گیا سرابوں میں
کہ میرا عشق تھا صحرا کی وسعتوں کی طرح

ہنروروں کا تماشا بھی کر کہ بکنے کو
لگی ہوئی ہے نمائش طوائفوں کی طرح

جو گھُٹ کے مر گئیں دِل میں، اُن آرزوؤں کے
نشاں سے رہ گئے بوسیدہ مقبروں کی طرح

تصوّرات کے گلشن میں اک حسین صورت
ہمیشہ گھومتی رہتی ہے تتلیوں کی طرح

خدا کا شکر ہے دنیا سے میری بن نہ سکی
بڑے مزے سے کٹے گی قلندروں کی طرح

ہمیشہ دشمنی درپردہ اس نے کی سلمان
زمانہ جب بھی ملا مجھ سے دوستوں کی طرح

سید سلمان گیلانی شیخوپورہ



جلد نمبر ۳۱ شمارہ نمبر ۱۹
جمعۃ المبارک ۱۲ مئی ۷۸ء ۴ جمادی الثانی

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ — روپے
ششماہی
۲۳ — روپے
سہ ماہی — ۱۱/۵۰ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

یکے از مطبوعات ......
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

جہادِ اکبر کی ضرورت

ملتان میں کسان کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے کہا کہ مسلمان کی تمام تر زندگی جہاد ہے ۔ وہ برائیوں اور ناانصافیوں کے خلاف لڑتا ہے اور نیکی کے حق میں تبلیغ اس کی زندگی کا مقصد ہے۔ جنرل صاحب نے کہا کہ غربت و ناخواندگی اور دوسری بیماریوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ایک سچے اور نیک مسلمان کا مقصدِ حیات ہونا چاہیئے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس آئے تو راستے میں انہوں نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا "ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف جا رہے ہیں"۔ جنرل صاحب نے مزید کہا کہ انسانی مسائل چونکا دینے والی حد تک بڑھ چکے ہیں ۔ ہمیں انہیں حل کرنے کے لئے جہادِ اکبر کرنا ہوگا ۔

جنرل صاحب نے کسان کانفرنس کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ایک سچے مسلمان کی حیثیت کا تعین کرتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ اپنی جگہ اٹل ہے لیکن قابلِ صد افسوس یہ امر ہے کہ موجودہ دور کا مسلمان محض نام کا اور قول کا مسلمان ہو کر رہ گیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آج کا مسلمان اکثر و بیشتر اس لئے مسلمان ہے کہ اس کے آباؤ اجداد مسلمان تھے اور وہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا ہے آج کا مسلمان نہ تو اپنی حیثیت سے واقف ہے اور نہ ہی مقام سے آشنا ۔

اگر موجودہ دور کا مسلمان اپنی حقیقت سے آگاہ ہو جائے اور ان ذمہ داریوں کا احساس کر لے جو بحیثیت مسلمان اس پر عائد ہوتی ہیں تو چونکا دینے والے انسانی مسائل کا قلع قمع ہو سکتا ہے اور یہ دنیا ایک مرتبہ پھر گہوارۂ امن و عافیت بن سکتی ہے ۔

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ وہ مسلمان جس کو پوری دنیا کی رہنمائی کا منصبِ جلیل سپرد کیا گیا تھا وہ گم کردہ منزل ہو کر رہ گیا ہے اور اس نے اپنی ملت کی کشتی کو حالات کے ستم ظریف تھپیڑوں کے حوالے کر دیا ہے ۔ وہ مسلمان جس کی زندگی کا مقصد نیکی اور حق کی تبلیغ اور برائیوں ناانصافیوں کے خلاف جہاد تھا آج اس کا وجود سر تا پا برائی بن کر رہ گیا ہے ۔ الا ماشاء اللہ دوسری قوموں کی تمام برائیوں کو اپنانا اور اچھائیوں سے صرفِ نظر کرنا ملتِ اسلامیہ کے ان سپوتوں کے نزدیک زندگی کی سب سے بڑی کامیابی ٹھہری ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جہادِ اکبر کی اپنے ساتھیوں کو تلقین کی تھی اگر اس کا عشرِ عشیر بھی ہمارے اندر پیدا ہو جاتے اور ہم اس جہادِ اکبر کے لئے کمر بستہ ہو جائیں تو ہمارے الجھے ہوئے حالیہ مسائل خود بخود سلجھ سکتے ہیں ۔

لیکن نہیں ہم نے تو اسلام کو محض اس لئے اپنایا ہوا ہے کہ اسے بسا اوقات ہمارے ذاتی مفادات کی تکمیل کے لئے بطور سلوگن استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ ہم اپنی جلوتوں میں اور اپنی تقریروں میں اسلام اسلام کی دہائی دیتے ہیں مگر جب عمل کا وقت آتا ہے تو ہم چن چن کر اسلام کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں ۔

یقیناً کچھ خدا ترس لوگ اس دور میں بھی ایسے ہیں جن کی زندگیاں اسلام کی جیتی جاگتی تصویر نظر آتی ہے اور وہ اس دور پر آشوب میں بھی اسلام کی مشعل فروزاں کئے ہوئے ہیں، مگر ہماری اکثریت قول وعمل کے تضاد کا شکار ہے ہم کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ، ہماری مثال مشہور محاورے کے مطابق ہاتھی کے دانتوں کی ہے کہ کھانے کے لئے اور دکھانے کیلئے اور۔

ہمارے پیارے وطن کو معرض وجود میں آئے تیس سال کا طویل عرصہ گذر گیا ہے، مگر ہم آج بھی اسی دوراہے پر کھڑے ہیں جس پر آج سے تیس سال قبل کھڑے تھے، بلکہ عملی اور نظریاتی اعتبار سے آگے بڑھنے کی بجائے کچھ پیچھے ہی ہٹے ہیں۔ یوں تو ہمارے رہنما کہتے رہتے ہیں کہ جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی کی جائے گی لیکن اس دعوے کے برعکس آئے دن (اس ملک میں جو اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے بنا تھا) خلاف اسلام نظریات کا پرچار ہوتا رہتا ہے اور کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔

جنرل صاحب نے اسلام کے نفاذ کے معاملے میں مقدور بھر کوشش کی ہے اور مزید کچھ کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں مگر تنہا ضیاء الحق کیا کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں پوری قوم کو بھرپور کوشش کرنی چاہیئے اور اس جہاد اکبر کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیئے جس کی طرف جنرل صاحب نے اپنی تقریر میں اشارہ کیا ہے۔

پوری قوم جب تک موجودہ سیاسی، معاشی اور انتظامی مسائل کو حل کرنے کے لئے کوشش نہیں کرے گی مسائل کا یہ عفریت اسی طرح سے ہمارے قومی و ملی وجود کے لئے خطرہ بنا رہے گا اور ہم اپنے وجود کے بقا کی بھیک دوسری قوموں سے مانگتے رہیں گے۔ ان قوموں سے جن کے نظریات اور ہمارے نظریات میں بعد المشرقین ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم بجائے اس کے کہ دوسری قوموں کو اپنے نظریات سے متاثر کریں ان کے نظریات سے متاثر ہونے لگ جاتے ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ بعض مرتبہ ہم اسلام کے نظام عدل کے مقابلے میں درآمد شدہ نظریات کو مختلف تاویلوں اور تشریحوں کے ذریعہ ترجیح دینے لگتے ہیں۔ کاش کہ من حیث القوم ہم اپنے مقام و مرتبہ کو پہچانیں اور منزل مقصود کو پانے میں کامیاب ہو جائیں۔

...

معمولی رکاوٹ

گذشتہ چند دنوں سے قومی حکومت کے قیام کی بات مدھم پڑ گئی تھی۔ کچھ اسی قسم کے بیانات سیاسی رہنماؤں کی طرف سے بھی دیئے گئے تھے جن سے یہ ترشح ہوتا تھا کہ پاکستان قومی اتحاد قومی حکومت کے مقابلے میں باہمی اتحاد کو زیادہ اہمیت دے گا۔ پاکستان قومی اتحاد کے جنرل سیکریٹری پروفیسر غفور احمد صاحب نے بھی یہی کہا تھا کہ قومی حکومت کے قیام کے امکانات اب زیادہ روشن نہیں رہے۔

لیکن اب اچانک پھر حالات نے رخ بدلا ہے اور جنرل محمد ضیاء الحق نے واشنگٹن پوسٹ کے نامہ نگار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ "قومی حکومت کے قیام میں معمولی رکاوٹ حائل ہے جسے دور کر لیا جائے گا"۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ اور ان کے ساتھی اقتدار عوامی نمائندوں کو منتقل کرنا چاہتے ہیں۔

وہ معمولی رکاوٹ کیا ہے جس کی طرف جنرل صاحب نے اشارہ کیا ہے؟

ظاہر ہے کہ اس وقت تک رکاوٹ کا عوامی حلقوں کو علم نہیں ہو سکتا جب تک خود ہی جنرل صاحب موصوف یا وہ سیاسی رہنما نہ بتائیں جن سے جنرل صاحب کی حالیہ ملاقات ہوئی ہے۔ اس معمولی رکاوٹ کے لئے جنرل صاحب نے گھنڈی کا لفظ بھی استعمال کیا ہے جسے گھتی کہا جا سکتا ہے۔

عوام کو اب زیادہ تر اس بات سے دلچسپی ہے کہ وہ رکاوٹ کب دور ہوگی اور اس گھتی کو کب سلجھایا جائے گا جو قومی حکومت کے قیام میں حائل ہے۔ جہاں تک قومی حکومت کے بارے میں عوام کی رائے کا تعلق ہے تو وہ حکومت کے سامنے آ چکی ہے عوام کی اکثریت یہ چاہتی ہے کہ موجودہ عبوری حکومت سے تعاون کر کے ملک کو درپیش گھمبیر مسائل سے نکالا جائے اور ملک کی گاڑی کو راست سمت پر ڈالا جائے۔

عوام جس چیز سے زیادہ پریشان ہوتے ہیں وہ ہے بے مقصد اور لاطائل بحثیں اور محض بیان بازی۔ عوام اب چاہتے ہیں کہ قومی حکومت کا اونٹ کسی کروٹ بیٹھ جائے تاکہ دیگر مسائل کی طرف توجہ دی جائے۔

رہا ہمارے بعض سیاسی رہنماؤں کا قومی حکومت میں شامل ہونے سے انکار تو وہ کوئی ایسا امر نہیں ہے جو قومی حکومت کے قیام میں رکاوٹ کا سبب بن سکے۔ ان سیاستدانوں سے افہام وتفہیم کی جا سکتی ہے اور جنرل صاحب کے حالیہ بیان سے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ افہام وتفہیم ہوئی بھی ہے۔

ان رہنماؤں کو یہ خدشہ ہے کہ عوام ان پر کہیں اقتدار پرستی کا الزام نہ لگا دیں۔ مگر ان محترم رہنماؤں کو یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ عوام اب اتنا شعور رکھتے ہیں کہ وہ کم از کم موجودہ نازک صورت حال کا اندازہ لگا لیں۔ عوام اب کسی پر یونہی الزام نہیں لگاتے بلکہ وہ اب سوچنے اور سمجھنے کے عادی ہوتے جا رہے ہیں اور وہ کوئی الزام لگانے سے قبل سوچتے ہیں۔

جو سیاسی رہنما ملک کی موجودہ صورتحال کا اندازہ کرتے ہوئے بھی جمہوریت کے چیمپئن بننے کی کوشش کر رہے ہیں انہیں ٹھنڈے

باقی بر صفحہ پر

انٹرویو: الطاف حسین

اگر سفارتی سطح پر بھٹو کا صحیح کردار دکھایا جاتا تو رحم کی اپیلوں کی ضرورت پیش نہ آتی

اسلامی تعزیرات کے نفاذ میں افسر شاہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے

مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد شریف وٹو سے ایک انٹرویو۔

مولانا محمد شریف وٹو جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی امیر ہیں۔ آپکا آبائی گاؤں محمد پور سنسار ال تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر ہے۔ آپ باعمل وفاضل عالم کے علاوہ علاقہ کے بڑے زمیندار ہیں لیکن پنجاب کے روایتی زمینداروں والی آپ میں کوئی بات نہیں۔ آپ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپکو خدمت دین وجذبۂ ایمانی سے سرشار دل عطا فرمایا ہے۔ آپ جماعتی ذمہ داریوں کے علاوہ ضلع بہاولنگر میں کئی دینی مدارس کے منتظم ہیں۔ علاقہ کا انتہائی قدیم اور مشہور دینی ادارہ مدرسہ عربیہ عباسیہ صادقیہ منچن آباد بھی آپ ہی کی زیر نگرانی چل رہا ہے۔ آپ حسنِ اخلاق انکساری و رواداری کی وجہ سے اپنوں اور غیروں کی نظر میں عزت و احترام سے دیکھے جاتے ہیں۔

آپ کے والد حضرت مولانا غلام قادرؒ اپنے وقت کے جید عالم، متقی باعمل پرہیزگار بزرگ تھے۔ ریاست بہاولپور میں سینکڑوں دینی مدارس کھولے جس پر ریاست کے مقامی اخبارات نے کئی ضمیموں کی شکل میں آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی تقریر میں بلا کا اثر عطا فرمایا تھا۔ ہزاروں غیر مسلم آپ کی تقریر سن کر مشرف باسلام ہوئے۔ پھر کیا تھا کہ غیر مسلموں کے بڑے بوڑھوں نے اپنے بچوں کو مولانا کی تقریر سننے سے سختی سے منع کر دیا۔

گذشتہ دنوں منچن آباد گیا تو مولانا کی خدمت میں چند سوال وجواب کی درخواست کی۔ آپ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کہا ہمارا انٹرویو کیا ہو گا آپ اکابرین سے یہ سلسلہ شروع کریں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔ آجکل ادھر آیا ہوں اس لئے آپ ہی سے چند باتیں ہو جائیں۔ خیر آپ مان گئے۔ میرا پہلا سوال جمعیت کی وابستگی کے سلسلہ میں تھا۔

سوال:۔ جمعیت علماءِ اسلام سے آپ کی کب سے وابستگی ہے؟

جواب:۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اکابرین جمعیۃ کے ساتھ ہی تعلق ہے لیکن باقاعدہ رکنیت اس وقت سے ہے جب ۱۹۵۶ء میں حضرت لاہوریؒ نے جمعیۃ کی از سرِ نو تشکیل کی اور اس وقت سے جمعیت کا کارکن چلا آرہا ہوں۔

سوال:۔ آپ جمعیۃ علماءِ اسلام کے نائب مرکزی امیر کب سے ہیں؟

جواب:۔ تقریباً دس سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے لیکن ہمارے نزدیک جماعت کے عہدے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ ہم لوگ سرگرم کارکنوں کی طرح کام کرتے ہیں۔ عہدہ ملنے سے کام کی ذمہ داری کچھ اور زیادہ ہو جاتی ہے اور ہم حتی الوسعی اس سے عہدہ برآء ہونے کی سعی کرتے ہیں۔

سوال:۔ مولانا! آپ کے علاقہ میں جمعیۃ کی اکثریت ہے لیکن آپ الیکشن نہیں جیت سکے۔

جواب (اس سوال پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ مولانا کے چہرے پر دوڑ گئی اور پھر نہایت ملائمت سے فرمانے لگے۔ عزیزم! یہ تو آپ جانتے ہیں کہ اس ملک میں تیس سال ہو چکے ہیں نہ سیاست کے کوئی اصول ہیں اور نہ ہی انتخابات کے۔ اسی طرح اب تک منصفانہ الیکشن تو کیا الیکشن کے نام پر الزام ہی دھرا گیا ہے۔ ہم لوگ یہ جانتے ہوئے بھی اپنی جماعت کے احکامات کی پیروی کرتے ہوئے الیکشن میں حصہ لیتے رہے۔ ہمارا مقصد الیکشن میں کامیابی کبھی نہیں رہا۔ ہمارے مدمقابل حضرات ناجائز اور غیر جمہوری ہتھکنڈوں سے انتخابات میں جیتتے رہے اور سابقہ مارچ کے الیکشن کی دھاندلی نے تو بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔ ایک سابقہ الیکشن کے جیتنے والے شخص نے خود مجھے بتایا کہ وہ دھاندلی سے جیتا تھا۔ آجکل وہ ہمارے ساتھ ہے۔

سوال:۔ کیا آپ نے جمعیۃ کے علاوہ بھی کسی تنظیم میں کام کیا؟

جواب۔ الحمدللہ میں شروع ہی سے جمعیۃ کے مشن کو منزلِ مقصود تک پہنچانے کے لئے سرگرمِ عمل ہوں۔ یہ جذبہ مجھے میرے والد

بزرگوارم کی طرف سے ورثہ میں ملا۔

سوال:- مولانا! آپ کے والد بزرگوارم نے کبھی کسی اہم سیاسی تحریک میں حصہ لیا۔

جواب:- یہ درست ہے کہ والد بزرگوار ریاست بھاولپور کی حد تک دینی، اصلاحی وسیاسی خدمات میں پیش پیش رہے لیکن جب بھی ملکی سطح پر آپ کی ضرورت محسوس ہوئی آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جمعیت علماء ہند کی مراد آباد کی تاریخی کانفرنس میں آپ نے بحیثیت نمائندہ شرکت کی اور تحریکِ خلافت میں بھی آپکا اہم کردار ہے۔

سوال:- کیا آپ حکومت کے قدم بہ قدم اسلام لانے سے متفق ہیں؟

جواب:- محترم! قدم بہ قدم ہی سہی لائیں تو سہی لیکن یہاں تو مسئلہ زبانی کلامی ہے دراصل ہمارا معاشرہ بھی اس مقام پر پہنچ چکا ہے کہ اس کی اصلاح کے لئے ایک لائحہ عمل مرتب کرنا پڑے گا لیکن اسلامی تعزیرات اور دیگر اسلامی اصلاحات کو کسی مصلحت کے تحت نافذ نہ کرنے کے ہم سخت خلاف ہیں اور افسر شاہی جان بوجھ کر اس میں رخنہ اندازی کر رہے ہیں۔

سوال:- ہمارے ملک میں نظام تعلیم اسلامی بنیادوں پر استوار نہیں۔ دینی مدارس اور سکول و کالج میں ایک خاص خلیج حائل ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی کیا تجاویز ہیں؟

جواب:- بات دراصل یہ ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام وہی ہے جسے لارڈ میکالے نے ایک مخصوص مقصد کے لئے ترتیب دیا تھا یعنی گورا سرکار کے لئے معاون و مددگار کلرک تیار کرنا۔ میری تجویز یہ ہے کہ ابتدائی کلاسوں میں اسلامی مضامین لازمی قرار دیئے جائیں اور بڑی کلاسوں میں بھی اسے کورس کا حصہ بنایا جائے۔ ہمارے اکابرین کے حالات وواقعات سے طلباء کو روشناس کرایا جائے۔ اسی طرح ہماری مدرسگاہوں میں موجودہ دور کے مطابق جنرل نالج اور زبانیں پڑھائی جانی چاہئیں۔

سوال:- معاشرہ میں اصلاحی اقدامات اٹھائے بغیر اسلامی تعزیرات کے نفاذ سے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

جواب:- عزیزم الطاف! اسلامی تعزیرات بذات خود اصلاحی اور تعمیری ہیں۔ آج کے دور میں یہ سزائیں سطحی لحاظ سے سخت نظر آتی ہیں لیکن اس کے دُور رس نتائج ہیں۔ ہمارے ملک میں تو خاص طور پر اس کے نفاذ کے بغیر جرائم کا تدارک مشکل نظر آتا ہے۔ جرائم اور برائیوں کے فوری انسداد کے لئے اسلامی تعزیرات کا نفاذ ناگزیر ہے۔

سوال:- ڈو صاحب! قومی حکومت کی تجویز کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:- اگر مارشل لاء انتظامیہ خلوص نیت سے سیاسی جماعتوں کا تعاون چاہتی ہے اور سیاسی قائدین بھی قومی حکومت میں شمولیت عوام و ملک کے فلاح میں نظر آئے تو مارشل لاء کے ساتھ مل کر قومی حکومت بنانے میں کوئی قباحت نہیں۔

سوال:- کیا قومی حکومت میں شمولیت سے قومی اتحاد کے بارے میں اقتدار کی ہوس کا الزام تو نہیں آئے گا؟

جواب:- یہ عجیب بات ہے۔ مفتی محمود صاحب نے فرمایا ہے کہ نہ ہمیں اقتدار کا لالچ نہ حکومت میں آنے کا شوق ہے جبکہ انہوں نے اپنے حالیہ بیان میں بتایا ہے کہ حکومت میں شمولیت کی پیشکش تو بھٹو حکومت نے بھی آخری دنوں میں کی تھی اور مفتی صاحب کو نائب وزیر اعظم بننے کی پیشکش کی تھی لیکن انہوں نے پیشکش ٹھکرا دی۔ اب بھی قومی اتحاد والوں کو قومی حکومت میں شمولیت کا شوق نہیں ہے اگر یہ ملک اور عوام کے بہترین مفاد میں ہوا اور مارشل لاء حکام نے اتحاد کی تمام شرائط منظور کر لی ہیں تو پھر ہی قومی حکومت کی نوبت آئے گی ورنہ نہیں۔

سوال:- محدود سیاسی سرگرمیوں کے دوران اور اب بھی قومی اتحاد میں شامل جماعتیں اس قسم کی سرگرمیاں اور بیانات دیتی رہی ہیں جس سے ان کا مقصد اپنی جماعت کی انفرادی حیثیت نمایاں کرنا ہوتا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:- یہ بالکل درست ہے کہ محدود سیاسی سرگرمیوں کے دوران قومی اتحاد میں شامل جماعتوں کے لیڈر انفرادی دورے کرتے رہے ہیں۔ یہ اتحاد کی روح کے منافی ہے۔ ہونا یہ چاہیئے کہ پروگرام قومی اتحاد بنیاد پر ہونے چاہئیں۔

سوال:- اب بھی متضاد قسم کے بیانات دیئے جا رہے ہیں۔ کیا اس سے عوام کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچے گی؟

جواب:- یہ درست ہے کہ گذشتہ دنوں ایک جماعت کے مختلف بیانات کی وجہ سے عوام میں بے چینی پھیلی لیکن قومی اتحاد کے بروقت سخت اقدامات سے حالات سنبھل گئے۔ اب اس سلسلہ میں ہر طرف سے احتیاط برتی جا رہی ہے میری اس بارے میں یہ رائے ہے کہ قوم کے سامنے مشترکہ پروگرام اور اجتماعی قیادت کے تصور کو مضبوط کرنا چاہیئے کیونکہ انفرادی سوچ اور قیادت سے عوام کو کافی نقصان پہنچا۔ اب اس سلسلہ میں قومی اتحاد کی سطح پر لائحہ عمل مرتب کرنا چاہیئے جس کی بنیاد پر سرگرمیاں اور بیانات عوام کے سامنے آنے چاہئیں۔

سوال:- کچھ لوگ جمعیۃ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ مزدوروں اور کسانوں میں کام نہیں کرتے۔ اس سلسلہ میں فرمائیے۔

جواب:- یہ عجیب ذہن ہے کسانوں اور مزدوروں کی حمایت کے سلسلے میں ہم پر فتوے بھی لگے۔ اس سلسلہ میں ہمارا ایک باقاعدہ شعبہ ہے، لیکن ہم خدا اور رسول کے منکر نام نہاد مزدوروں اور سوشلسٹ اور مارکسٹ لیڈروں کی حمایت کرنے سے قاصر ہیں ہم اس شعبہ میں بھی قرآن و سنت کے مطابق ہی کام کرنے کے حامی ہیں۔

سوال:- حضرت مولانا! بھٹو کی سزائے موت کے سلسلہ میں مختلف ممالک سے جو اپیلیں ہوئی ہیں کیا وہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں؟

جواب:- بھٹو کے لئے رحم کی اپیلیں ہمارے اندرونی معاملات میں صریحاً مداخلت ہیں لیکن اس میں ہماری حکومت اور

پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے گذشتہ جمعۃ المبارک کو شیرانوالہ گیٹ لاہور میں درج ذیل بصیرت افروز خطاب فرمایا:

اسلام نے انسانیت کی رہنمائی کے لئے جو اصول بتائے ہیں ان پر عمل سے انفرادی زندگی بھی بن جاتی ہے اور اجتماعی بھی

خطبۂ مسنونہ کے بعد ۔ میرے محترم بزرگو! دوستوں اور عزیز بھائیو! آج تھوڑے وقت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ دین اسلام کی کچھ باتیں عرض کروں۔ اسلام ایک جامع دین ہے۔ اسلام نے انسانیت کی رہنمائی کے لئے جو اصول بتائے ہیں ان پر عمل سے انفرادی زندگی بھی بن جاتی ہے اور اجتماعی بھی۔ اخلاق بھی بلند ہوتے ہیں اور ایک انسان حقیقی انسان بن جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں بہتر اخلاق کی تکمیل کے لئے آیا ہوں۔ قالب انسان نہیں ہے انسانیت اس میں آتی ہے۔ اگر اسلام کے اصول پر عمل نہ کیا جائے اور ایک مسلمان بد اخلاق ہو۔ اس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہو تو وہ انسان کی شکل تو ہے انسان نہیں درندہ ہے۔ دین پر عمل کرنا مشکل نہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ دین آسان ہے اس لئے کہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔

اگر انسان اپنی فطرت کے مطابق عمل کرتا تب بھی وہی کچھ کرتا جو اسلام نے بتایا ہے فطرت کے مطابق چلنا آسان ہے اس کے خلاف چلنا مشکل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ ہوں۔ ہم دین فطرت پر کیسے عمل کریں۔ ہم خراب ہو چکے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت کے مطابق پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اس کو مجوسی، یہودی اور عیسائی بنا لیتے ہیں۔

ہمارے اس ماحول میں تو مسلمان رہنا مشکل ہو گیا ہے اس کے لئے بڑی محنت کرنا پڑے گی ورنہ اس گندے ماحول میں جہاں فحاشی اور عیاشی ہے اپنے آپ کو مسلمان رکھنا بہت بڑی بات ہے اور اس کے لئے محنت کی ضرورت ہے۔

دین وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سونا بیٹھنا، چلنا پھرنا دین ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کے بغیر دین نہیں بنتا۔ نماز دین ہے خدا کے تقرب کا ذریعہ ہے اور سجدہ میں بندہ سب سے زیادہ خدا کے قریب ہوتا ہے۔ خدا کی بڑائی اور خدا کی تمجید بیان کرتا ہے۔ عبادت کی یہ شکل کتنی پیاری ہے۔ اگر یہ نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہ ہو تو عبادت نہیں ہے۔ طلوع آفتاب کے وقت نماز منع ہے اگر کسی نے طلوع کے وقت نماز کی نیت باندھی تو حکم ہے کہ توڑ دو۔ آخر کیا بات ہے؟ صرف یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی مہر نہیں لگی اس لئے یہ عبادت نہیں رہی۔ ایسی عبادت بدعت ہے سنت نہیں ہے۔ بدعت یہ ہے کہ دین نہ ہو اور بنا لیا جائے۔

غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب میں کفار نے اکٹھے ہو کر مقابلہ کیا حتی کہ معاہدہ کرنے والے یہود بنو قریظہ اور بنو نظیر بھی مخالف تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ خندق سے واپس آئے تو جبرئیل علیہ السلام آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تو ہتھیار نہیں رکھے۔ معلوم ہوا کہ فرشتے بھی شامل تھے۔ جبرئیل نے کہا کہ آپ بنو قریظہ کی طرف چلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اکٹھا کیا اور حکم دیا کہ تم عصر کی نماز بنو قریظہ میں پڑھو۔ مسجد نبوی میں جہاں ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے چھوڑ دی۔ راستے میں نماز قضا ہوئی تو بعض صحابہ نے قضا کی اور بعض نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد تو یہ تھا کہ جلدی پہنچو اور نماز پڑھ لی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا تو آپ نے کہا دونوں ٹھیک ہیں۔

حدیث میں آتا ہے روزہ ڈھال ہے لیکن رمضان کے مہینہ میں فرض اور تقرب کا ذریعہ ہے لیکن عید کے دن گناہ۔ اگر کسی نے عید کے دن روزہ رکھ لیا تو توڑ دے۔ پانچ دن روزہ رکھنا گناہ ہے۔ یہ ایام تشریق ہیں۔ کیوں۔؟ سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں حکم دیا ثواب' جہاں منع فرمایا "گناہ"۔

حج بہت بڑی عبادت ہے۔ عرفات کو لوگ ۹ ذی الحج کو اکٹھے ہوتے ہیں۔ ظہر کے بعد دعا مانگتے ہیں غروب کے وقت چلتے ہیں اور نماز نہیں پڑھتے عشاء کے وقت پڑھنے کا حکم ہے۔ جب آدمی عرفات سے واپس ہوتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ پیدائش کے دن تھا۔

اگر ایک شخص بیمار ہے۔ عرفات کے دن بے ہوش ہے وہاں سے گذرا اسے خبر بھی نہیں وہ بھی پاک ہو گیا۔ وہ بھی حاجی ہے۔ ایک آدمی اتفاق سے سو گیا اور سوتے سوتے وہاں سے گذر گیا وہ بھی حاجی ہے اور گناہوں سے پاک ہو گیا۔ لیکن کیا آج جانے والا حاجی بن جائیگا؟ نہیں۔ کیوں اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن کو قرار دیا ہے۔ آپ سارا سال بھی

رہیں تو حاجی نہیں بن سکتے۔

نظر بظاہر ایسا لگتا ہے کہ ہم بھی وہی' خدا بھی وہی۔ لیکن فرق ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔ غرض یہ کہ دین کے احکام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہیں۔

میرے محترم دوستو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ہمارے سامنے خدا کی طرف سے پیش کیا۔ اللہ نے حکم دیا کہ چور مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹے دو۔ اب آج کل کے ملحد دین کیڑے نکال رہے ہیں کہتے ہیں وہ تو چودہ سو سال پہلے کی بات تھی۔ وحشی لوگ تھے۔ آج بیسویں صدی میں اس کا کیا جواز ہے؟ کوئی کہتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ ایسی سزا دو کہ ہاتھ چوری سے رک جائے۔ گویا کٹ گیا۔ یہ جان بچانا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ حکم تو اس وقت ہے جب بھوک پیاس نہ ہو۔ جہاں روٹی کپڑا' مکان ملتا ہو وہاں ہاتھ کاٹنا جرم ہے کہتے ہیں کہ بھوکے معاشرے میں ہاتھ کاٹنا ظلم ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے میں ایک عورت کا ہاتھ کاٹا۔ اس کا نام فاطمہ تھا — اس نے حضرت اسامہ بن زید رض سے سفارش کرائی۔ انہیں یہ علم نہیں تھا کہ حدود میں سفارش نہیں چلتی جب سفارش ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خفا ہوئے اور کہا کہ اسامہ رض اگر فاطمہ رض بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔

اب بتایئے ہاتھ کاٹنے سے مراد کیا ہے؟ بتایئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ زیادہ بھوکے تھے یا اب ہیں۔ جنگ خندق کے موقع پر آپ کے شکم مبارک پر پتھر بندھے ہوئے تھے۔ حضرت جابر رض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت دیکھ کر گھبرا گئے۔ بیوی نے کہا جو ہیں میں پیس رہی ہوں۔ یہ بکری کا بچہ ہے۔ جب وہ جانے لگے تو بیوی نے کہا بتا بھی دینا کہ اتنا کھانا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ اے اہل خندق! سب آجاؤ' جابر نے تمہاری دعوت کی ہے۔ انصاری سو آدمی تھے۔ جب بیوی نے دیکھا کہ اتنے آدمی ہیں تو جابر پر ناراض ہونے لگی۔ پیغمبر کیسے برداشت کرتے کہ خود پیٹ بھر لیں اور دوسرے بھوکے رہیں سب کو کھلا دیا مگر کھانا باقی رہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے گھر میں دو، دو ماہ آگ نہیں جلتی تھی۔ اس وقت ہاتھ کاٹے تو آج جب لوگ کھاتے ہیں تو ظلم کیسے ہوا۔ میں کہتا ہوں یہ عدل ہے۔ ایک لاکھ کی چوری کرے اور ایک سال کی قید ہو جائے تو سودا سستا ہے۔ کھایا بھی دوسروں کا اور ایک لاکھ بھی بچ گئے۔ وہ تو آئندہ بھی ایسا ہی کرے گا۔

لیکن یہاں کیا ہے کہ بڑوں کے لئے اپیلیں ہیں چھوٹوں کے لئے نہیں۔ چار جو اور ہیں ان کے لئے اپیلیں کیوں نہیں۔ پیپوکے قاتل انسان تھے یا نہیں؟ ان کے لئے کسی نے اپیل نہیں کی۔ یہ انسانیت کی بنیاد پر نہیں ہیں دوستی اور عیاشی کی بنیاد پر ہیں۔

اگر اسی طرح ہم اسلام پر چلیں کہ سزا سب کے لئے ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا ایک انسان آج اپنے گھر میں امن سے نہیں سو سکتا اس لئے کہ ہم نے اصل دین تو چھوڑ دیا اور اپنی مرضی کا دین اپنا لیا۔ آپ تہیہ کریں کہ ملک میں اسلام نافذ کرنا ہے۔ اگر نہ بھی تو ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم آخری وقت تک جدوجہد کرتے رہیں۔

بقیہ: انٹرویو

اور افسر شاہی کا بھی قصور ہے۔ انہوں نے بھٹو کے جرائم اور مکروہ کردار کو بین الاقوامی سطح پر پیش کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی بلکہ سفارتی عہدوں پر اب تک ایسے افراد کام کر رہے ہیں جو کہ بالواسطہ طور پر اب بھی بھٹو کے حق میں کام کر رہے ہیں۔ اگر ہماری حکومت اس سلسلہ میں توجہ دیتی اور خاطر خواہ پروپیگنڈہ کرتی تو ان اپیلوں کی اس حد تک شائد نوبت نہ آتی۔

سوال:۔ کیا اب بھٹو ازم بالکل ختم ہو گیا ہے؟

جواب:۔ یہ بات تو حقائق سے چشم پوشی ہے کہ بھٹو ازم مکمل ختم ہو گیا ہے کیونکہ مفاد پرست اور مراعات یافتہ طبقہ اب بھی اس کے ساتھ ہے اور چند ان پڑھ کسان مزدور جنہیں چھ سال مسلسل سبز باغ دکھائے گئے لیکن عملی طور پر انہیں دیا کچھ نہیں' لیکن اب دن بدن وہ ان کا اصلی روپ دیکھ کر پیچھے ہٹ رہے ہیں۔

دوسرے اس کا مکمل خاتمہ اس وجہ سے بھی نہیں ہو سکا کہ بھٹو دور کی مشکلات جوں کی توں ہیں۔ مہنگائی میں اضافہ ہوا ہے کمی نہیں۔ اگر موجودہ حکومت اس طرف خاص توجہ دے تو پھر بھٹو ازم کا مکمل خاتمہ ہو سکتا ہے۔

سوال:۔ کیا آپ کے علاقوں میں بھی مکانوں کی بیدخلیاں ہوئی ہیں؟

جواب:۔ اکا دکا واقعات ہوئے ہیں دراصل بھٹو نے بھی مزارع کو غلط انداز میں زمیندار کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔ زیادتیاں دونوں طرف سے ہوئی ہیں لیکن ہم ہر حال میں مزارعین کے حقوق کا تحفظ کریں گے۔

سوال:۔ کیا مارشل لاء حکام کا محاسبہ اطمینان بخش ہے؟

جواب:۔ موجودہ حکومت کا محاسبہ کسی لحاظ سے بھی اطمینان بخش نہیں ہے بلکہ یہ حوصلہ شکن اور قابلِ افسوس ہے اس لئے مفتی صاحب کو یہ کہنا پڑا کہ اس طرح تو احتساب شاید بیس سال میں بھی نہ مکمل ہو۔

دراصل اس میں بھی نوکر شاہی کی رکاوٹیں ہیں۔ یہ ہر موڑ پر حکام بالا کو غلط گائیڈ کرتے ہیں تاکہ محاسبہ کا اصل مقصد فوت ہو جائے۔

ہم مارشل لاء حکام سے محاسبہ کی رفتار میں خاطر خواہ تیزی کی گذارش کرتے ہیں تاکہ بدعنوان عناصر کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے۔

سوال:۔ آپ کے ضلع بہاولنگر کے کیا مسائل ہیں؟

جواب:۔ اگر میں آپ کو ضلع بہاولنگر کے مسائل گنوانے بیٹھوں تو شاید کئی صفحات پر بھی پورے نہ ہوں۔ ہمارے علاقہ کا سب سے بڑا مسئلہ سیم تھور ہے جس کی طرف کوئی بھی حکومت توجہ نہیں دیتی۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے علاقہ کے عوام کا جینا مشکل اور مرنا دوبھر ہو گیا ہے۔ معاشی اور زرعی حالت دن بہ دن دگرگوں ہو رہی ہے۔ اسی طرح صنعتی لحاظ سے

بھی ہمارے علاقہ میں کوئی قابل ذکر صنعت نہیں

کمسن لڑکی پر مجرمانہ حملے کے مرتکب افراد (مجرموں) کو سرِعام کوڑے مارے گئے

فیصل آباد سٹیڈیم میں دو لاکھ افراد کی موجودگی میں چار مجرموں محمد سرور، محمد حسین، محمد اصغر اور محمد افضل کو کوڑے مارے گئے۔ درندہ صفت مجرموں نے نواباں والا فیصل آباد کی ایک کمسن لڑکی پر اس کے بوڑھے والد کے سامنے مجرمانہ حملے کئے تھے جن کو ملٹری کورٹ فیصل آباد نے ایک ایک سال قید بامشقت اور بارہ بارہ کوڑے سرِعام مارنے کی سزا دی تھی جس کے خلاف مجرموں نے لاہور ہائی کورٹ اور پھر سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل کی مگر عدالت عالیہ اور عدالت عظمےٰ نے ملٹری کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھا اور مورخہ ۲۳ اپریل کو مجرموں کو فیصل آباد سٹیڈیم میں سرِعام کوڑے مارنے کا اعلان ہؤا۔

صبح سات بجے ہی اطراف و جوانب سے عوام جوق در جوق آنے شروع ہو گئے اور نو بجے سٹیڈیم کھچا کھچ بھر گیا۔ دس بجے ہزاروں افراد جگہ نہ ملنے کی وجہ سے واپس لوٹ گئے۔ دس بجے پروگرام کے مطابق کارروائی کا آغاز ہؤا۔ تلاوت کی گئی اور مجرموں کے جرم اور سزا کا اعلان کیا گیا۔ جس پر سٹیڈیم اسلامی انقلاب زندہ باد۔ نظام مصطفےٰ زندہ باد، جنرل ضیاء الحق زندہ باد، عدالت عظمےٰ زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔ دس بج کر پانچ منٹ پر پہلے مجرم محمد سرور کو لایا گیا اور درمیان میں رکھی ٹکٹکی پر باندھ کر کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ کوڑے لگانے کے لئے تین افراد، جو قتل کے جرم میں سزا یافتہ ہیں، کو خصوصی تربیت دی گئی تھی۔ بیدزن ۳۰ - ۳۵ گز کے فاصلے سے کسرت کرتے ہوئے دوڑ کر آتے تھے اور پورے زور سے مخصوص جگہ پر کوڑا مارتے۔

جس وقت بیدزن نے عجیب خوفناک طریقہ سے چار فٹ لمبے بید کو گھماتے ہوئے دوڑ کر پورے زور سے پہلے مجرم سرور کو پہلا کوڑا مارا تو دیکھنے والوں پر ایک سکتہ کی حالت طاری ہو گئی۔ ڈاکٹر نے مجرم کی نبض دیکھی اور کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ پھر مسلسل کوڑے لگائے گئے مجرم سرور نے پانچ کوڑے لگنے کے بعد ہی تڑپنا اور چلانا شروع کر دیا مگر اس کے اوپر بارہ کوڑے پورے کئے گئے تو مجرم کا جسم اور کپڑے خون آلودہ ہو گئے۔

اس کے بعد دوسرے مجرم محمد حسین کو لایا گیا اور ٹکٹکی پر باندھ کر کوڑے مارنے شروع کئے گئے۔ مجرم نے آغاز سے ہی چیخنا اور تڑپنا شروع کر دیا۔ کئی بار ڈاکٹروں نے نبض دیکھی بالآخر آٹھویں کوڑے لگنے پر مجرم بیہوش ہو گیا اور ڈاکٹروں نے اس کو کھول دیا۔

پھر تیسرے مجرم محمد اصغر کو لایا گیا اور ٹکٹکی پر باندھ کر کوڑے مارے گئے۔ مجرم نے بارہ کوڑے برداشت کئے مگر حالت ناقابلِ برداشت ہو گئی۔

آخر میں چوتھے مجرم محمد افضل کو لایا گیا اور ٹکٹکی پر باندھ کر جونہی کوڑے مارنے شروع کئے گئے مجرم کی حالت خراب ہوتی چلی گئی۔ بار بار ڈاکٹروں نے معائنہ کیا بالآخر ساتویں کوڑے پر مجرم بے ہوش ہو گیا جس پر ڈاکٹروں نے معائنہ کر کے مجرم کو کھول دیا۔

اس طرح یہ عبرتناک منظر لوگوں کے لئے کسی حد تک عبرت کا باعث بنا۔ بیشتر افراد توبہ استغفار کرتے رہے اور مجرموں کو لعن طعن کرتے رہے۔ بعض آدمیوں کا تاثر یہ تھا کہ جرم زیادہ تھا۔ سزا کم دی گئی ہے۔ مجرموں کو رجم یا گولی مار دینی چاہیئے تھی۔

:::::::::

قائد جمعیۃ علماء اسلام اور صدر پاکستان قومی اتحاد آج لاہور سے ملتان جاتے ہوئے جہاز میں فنی خرابی کے باعث فیصل آباد ایئرپورٹ پر رک گئے۔ معجزانہ طور پر پانچ بجے شہری جمعیۃ کے امیر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن انوری صاحب کو کسی طرح علم ہؤا کہ مفتی صاحب ایئرپورٹ پر موجود ہیں۔ وہ فوراً گاڑی لے کر ایئرپورٹ پر گئے اور قائد اسلامی انقلاب کو اپنے مسکن ستیانہ روڈ پر فیصل آباد لے آئے۔ اس طرح مفتی صاحب کا فیصل آباد میں اچانک دورہ ہو گیا کیونکہ گذشتہ دو سال سے مفتی صاحب سابقہ لائل پور اور حال فیصل آباد میں تشریف نہیں لا سکے حالانکہ جمعیۃ اور اتحاد کے کارکن عرصہ دراز سے حضرت مفتی صاحب کے منتظر تھے۔

حضرۃ مفتی صاحب کی آمد کی خبر شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور تھوڑی ہی دیر بعد ہزاروں افراد کارکنان جمعیۃ اور اتحاد جمع ہو گئے اور حضرت مفتی صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ نیز جونہی اطلاع ملی اخباری نمائندوں نے بیان حاصل کرنے کے لئے گھیرا ڈال لیا۔ مفتی صاحب نے سوالوں کے جوابات دیتے ہوئے فرمایا:-

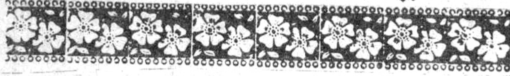
"ہم نے وسیع تر قومی اور ملکی مفاد کے پیش نظر موجودہ مارشل لاء حکومت سے تعاون [illegible] قومی حکومت میں شرکت

بقیہ صفحہ ۲۰ پر

احتشام الحق آسیا آبادی

ضلع مکران بلوچستان

مکران ڈویژن میں ذکری فرقہ کی سرگرمیوں کی اجمالی رپورٹ



صوبہ بلوچستان میں کچھ غیر مسلم لوگ آباد ہیں جنکو "ذکری" کہا جاتا ہے ان کی کل تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ ہوگی اور یہ فرقہ مکران ڈویژن بسیلہ کراچی وغیرہ میں اکثر و بیشتر پائے جاتے ہیں۔ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ ان کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ نور پاک محمد مہدی رسول اللہ" ہے۔ نماز، روزہ اور حج کے تو سرے سے قائل ہی نہیں بلکہ بیت اللہ شریف کے متوازی انہوں نے تربت (مکران ڈویژن) میں ایک پہاڑی کو اپنا مقام حج بنا رکھا ہے جسے "کوہ مراد" کہا جاتا ہے ایسے ہی اپنے حج کی تکمیل کے لئے وہیں پر عرفات صفا و مروہ، آب زمزم اور منیٰ وغیرہ کے مقامات متعین کر لئے ہیں۔

قدیم زمانے میں مکران پر ذکریوں کا کچھ تسلط رہا ہے نصیر خان نوری نے اپنے زمانے میں ان کو مار بھگایا اور ان کی قوت توڑ ڈالی مگر اسلام اور مسلمانوں سے اللہ واسطے بیر کی وجہ سے یہ لوگ ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچتے رہے چنانچہ ۵۲-۱۹۵۳ء میں پسنی کے علاقے میں مسلمانوں سے ان کی لڑائی ہو گئی جس سے کئی لوگ زخمی ہو گئے ایسے ہی ۱۹۷۰ء میں بلیدہ کے علاقہ میں مسلمانوں کے ساتھ یہ برسرپیکار رہے اور زخمیوں کے علاوہ ایک مسلمان شہید بھی ہو گیا۔ یہ دونوں کیس حکومت کے نزدیک درج ہو گئے ہیں اور تا حال ان کا فیصلہ نہیں ہو سکا ہے۔ پھر ۷۶ء کو انہوں نے مشکے میں مسلمانوں کی مسجد پر حملہ کر دیا اور ۱۹۷۷ء کو کولواہ میں کئی نہتے مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس میں سے دو مارے گئے۔ ان کیسوں کا بھی تا حال فیصلہ نہیں ہو پایا ہے۔ ۷۸ء ہی میں بالگتر میں مسجد اور ذکر خانوں پر حملے کئے گئے۔

یاد رہے کہ اس دوران میں فرقہ "ذکریہ" کا علاقے کے بے دین عناصر سے باقاعدہ رابطہ رہا اور یہ سب مل کر مسلمانوں کے خلاف سازش کرتے رہے۔

مسجد پر بموں سے حملہ:

۲۶-۲۷ مارچ کے درمیانی رات میں جبکہ تبلیغی جماعت کے لوگ "مرغوتی" علاقہ زعمران کے مسجد میں آئے ہوئے تھے عشاء کی نماز تک ان کی وہاں پر مصروفیات رہیں اور یہ لوگ خدا کا دین خدا کے بندوں تک پہنچاتے رہے۔ جب عشاء کی نماز باجماعت شروع ہو گئی تو پہلے ہی رکعت میں جبکہ امام سورۂ فاتحہ پڑھ رہا تھا ذکری فرقہ کے کچھ دہشت پسند عناصر نے بموں سے مسجد پر حملہ کر دیا اور اوپر سے S.K.S سٹین گنوں سے گولیوں کی بارش شروع کر دی۔ تقریباً سو ڈیڑھ سو فائر کر دیئے اور اس کے بعد فرار ہو گئے۔ مسجد خون آلود ہو گئی۔ آٹھ مسلمان بمعہ پیش امام سمیت شدید زخمی ہو گئے۔ واردات کے دوسرے تیسرے روز ڈپٹی کمشنر و اسسٹنٹ کمشنر پنجگور اور ڈپٹی کمشنر و اسسٹنٹ کمشنر تربت جائے واردات پر پہنچے ہیں اور تقریباً بارہ کے قریب لوگوں کو گرفتار کر لیا ہے اور مزید تحقیقات جاری ہے۔ کیس کے تحقیقات کے دوران میں ہی یعنی ۹ اپریل ۷۸ء کو ذکریوں کے ایک چھوٹے سے گاؤں پر کچھ لوگوں نے حملہ کر دیا جس سے آٹھ افراد ہلاک اور دو زخمی ہو گئے۔ اس میں ایک افسوسناک بات یہ ہے کہ مرنے والوں میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔ اس کی تحقیقات کے لئے ڈپٹی کمشنر تربت اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مکران جائے واردات پر گئے اور مزید تحقیقات اور قاتلوں کا کھوج لگانے کے لئے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور کمانڈنٹ مکران اسکاؤٹ نے مکران اسکاؤٹ کو تعاقب کے لئے بھیج دیا اور رات کے وقت جبکہ یہ لوگ تھک کر سو گئے تو دو آدمیوں نے جو موٹر سائیکلوں پر سوار تھے ان پر حملہ کر دیا۔ اسکاوٹ والوں میں سے ایک جاں بحق ہو گیا اور ایک زخمی — آتے ہوئے کراچی سے کل ہی کی غیر تصدیق رپورٹ ہے کہ قاتلوں کا کھوج لگانے کے لئے "مکران اسکاؤٹ" پاؤں کے نشانات کے ذریعہ تلاش میں نکلا تو ان کو بتا دیا گیا کہ ایک گاؤں میں مسلمان اور ذکری مسلح ہو کر لڑائی کے لئے تیار ہیں اور تینوں جانب سے فائرنگ شروع ہو گئی جس سے تقریباً پچاس ساٹھ آدمی مارے گئے۔ زخمیوں کی تعداد معلوم نہ ہو سکی۔

اس سازش میں ذکریوں کے ساتھ بعض بے دین عناصر بھی شریک ہیں بلکہ انہی کی پشت پناہی میں یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے جس کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ "مرغوتی" زعمران کی مسجد پر بم کے دھماکہ کے بعد بی۔ایس۔او کے مکران ڈویژنل شاخ کی طرف سے یکے بعد دیگرے دو پمفلٹ، ذکریوں کی حمایت اور مسلمانوں کی مخالفت میں چھاپ کر تقسیم کر دیئے گئے۔

مکران ڈویژن کے تمام اسلامی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے علماء کرام کی اس سلسلے میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک تین رکنی وفد بنا کر کراچی، لاہور۔ اسلام آباد اور کوئٹہ وغیرہ تک بھیج دیا جائے جو وہاں کے علماء کرام اور مقتدر سیاسی لیڈروں سے بات چیت کر کے اس صورت حال پر قابو پانے اور ملک میں امن و امان بحال کرنے کے لئے کوئی لائحہ عمل مرتب کرے۔ نیز چونکہ یہ ایک مستقل فتنہ ہے جو ایک غیر مسلم اقلیت کی طرف سے کرایا جا رہا ہے، ویسے بھی ان کی مسلمانوں سے دیرینہ دشمنی ہے اس لئے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے بھی جد و جہد کا کوئی مؤثر قدم اٹھایا جائے۔

اب گیند مارشل لاء انتظامیہ کے کورٹ میں ہے

- ہم ملک کی سلامتی اور قوم کے وسیع تر مفاد کی خاطر موجودہ حکومت سے تعاون اور اسے سہارا دینے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ تحریک استقلال کو بھی دوبارہ اتحاد میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ **مفتی محمود**
- اتحاد میں شامل جماعتوں کو انفرادیت کی جگہ اجتماعی پوزیشن کو فوقیت دینی چاہیئے۔ پروفیسر غفور احمد
- افغانستان میں انقلاب ویتنام یا کمبوڈیا میں نہیں ہوا ہماری سرحدوں پر ہوا ہے ہمیں سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ نوابزادہ نصر اللہ خان

جماعت اسلامی کے مقامی رہنما شیخ عبدالحمید کی صاحبزادی کی شادی پر شہر کے نمائندہ اور ممتاز لوگوں کے علاوہ جناب پروفیسر عبدالغفور صاحب سیکریٹری جنرل پاکستان قومی اتحاد بھی تشریف لا رہے تھے۔ جو وقت دعوت ناموں میں دیا گیا تھا اسی کے مطابق حاضری ہوئی تو معلوم ہوا کہ نوابزادہ صاحب تشریف لا چکے ہیں اور محفل جمی ہوئی ہے۔

جہاز تین گھنٹے لیٹ گیا پروفیسر صاحب دیر سے آئے بہر حال برات جو کہ لائل پور سے آنی تھی وہ بھی لیٹ تھی۔ جمعہ کا دن تھا۔ سب حضرات نماز کے لئے مسجد گئے اور اپنے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوئے۔ واپس آئے تو بارات بھی آچکی تھی، عقد کی تقریب سے فارغ ہوئے تو آندھی نے آلیا۔ پاکستان قومی اتحاد کے صدر جناب مفتی محمود صاحب بھی ملتان پہنچ رہے تھے اور طے یہ ہوا تھا کہ مرکزی رہنما تبادلہ خیال اور مذاکرات بھی کریں گے۔ موسم شام تک خراب رہا اس لئے پرواز کینسل ہو گئی۔

دوسرے روز ڈاکٹر نادر شاہ کی رہائش گاہ گلگشت میں مذاکرات ہوئے۔ پروفیسر صاحب نے منتظر اخبار نویسوں کو بتایا کہ جمعیت میں این ڈی پی کی طرف سے ڈسپلن کی خلاف ورزی بھی زیر بحث آئی اور جمعیۃ علمائے پاکستان کے نزاعی مسئلہ پر بھی غور ہوا۔

سوالات کا جواب دیتے ہوئے پروفیسر صاحب نے بتایا کہ اتحاد میں شامل جماعتوں کو اپنی انفرادی حیثیت پر اتحاد کی اجتماعی پوزیشن کو فوقیت دینا چاہیئے۔

عبوری عمل اور سیاسی سرگرمیوں پر قدغن سے افغانستان جیسے انقلاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کھانے کے بعد اخبار نویسوں نے اصرار کیا کہ مفتی صاحب بھی ان سے بات کریں۔ مفتی صاحب نے کہا کہ عام انتخابات سے قبل عبوری حکومت ناکام ہوئی تو ملک میں افراتفری پھیل جائے گی۔ ہمارے مسائل کا حل انتخابات جلد کرانے میں مضمر ہے۔ ہم ملک کی سلامتی اور قوم کے وسیع تر مفاد کی خاطر عبوری حکومت سے تعاون کرنے اور اسے سہارا دینے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ ملک میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی کی موجودگی میں ہم عوام کو اس بات سے بھی آگاہ نہیں کر سکتے کہ انتخابات کیوں ضروری ہیں عوام کے مسائل کا حقیقی حل منتخب حکومت ہی پیش کر سکتی ہے، اس لئے احتساب کے عمل کو انتخابات کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے۔ احتساب بھی ہوتا رہے اور انتخابات کی تیاریاں بھی مکمل کی جائیں۔

قومی حکومت:

ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اب گیند مارشل لاء انتظامیہ کی کورٹ میں ہے۔ ہم نے قومی حکومت کی تجویز پر اس لئے غور کیا تھا کہ ہم انتخابات جلد کرانے کے خواہشمند ہیں۔ ہم نے مارشل لاء انتظامیہ سے جو کچھ کہنا تھا کہہ لیا جو سننا تھا سن لیا۔ اب ان کا فرض ہے کہ وہ ہمیں جواب دیں۔ اگر وہ ہمارے بغیر حکومت چلا سکتے ہیں تو ہم باہر رہ کر بھی جس قدر ملکی مفاد میں ہوا حکومت سے تعاون کریں گے۔ اگر حکومت ضرورت محسوس کرے تو ہم مشورے بھی دیں گے چاہے کوئی دوسری جماعت حکومت کے ساتھ اقتدار میں شریک ہو۔

کوثر نیازی سے الرجی:

ہمارے نزدیک کوثر نیازی کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہم نے بھٹو کی ذات کے خلاف تحریک نہیں چلائی تھی بلکہ غلط پالیسیوں کو ہدف بنایا تھا، اس لئے جو لوگ بھٹو کابینہ میں موجود تھے ان سے مل کر حکومت کیسے بنائیں۔ کابینہ میں ہم آہنگی نہ ہو تو کوئی تعمیری کام نہیں ہو سکتا۔

افغانستان کا انقلاب:

افغانستان ہمارا ہمسایہ ملک ہے۔ ہم اس خونی سانحہ پر رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کا اثر ہمارے ملک پر بھی پڑ سکتا ہے۔ ان اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے ہمیں بیداری سے سوچنا چاہیئے اور حالات کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے۔

نوابزادہ نصر اللہ خان نے اس موقع پر مداخلت کرتے ہوئے نمائندگان پریس کو بتایا کہ یہ سانحہ ویت نام یا کمبوڈیا میں نہیں ہوا بلکہ ہماری اپنی سرحدوں پر ہوا ہے۔ اس لئے برسراقتدار طبقہ اور سیاسی عناصر کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے اور ملک کے اندر مکمل اتحاد قائم ہونا چاہیئے۔

مسائل:

سیمنٹ کی قلت کا مسئلہ سارے ملک کا مسئلہ ہے۔ اسی طرح ناقص آٹا ڈپوؤں پر فراہم کیا جاتا ہے۔ نوکرشاہی ملک کے مسائل میں اضافہ کر کے حکومت کو ناکام بنانے کی سازش کر رہی ہے۔ سی ٹی سی کے ملازمین کا مسئلہ بھی ایسا ہے کہ کسی ملازم کو متبادل روزگار دیئے بغیر برطرف نہ کیا جائے۔

پاکستان قومی اتحاد:

اگر ہمارا اتحاد مضبوط رہتا تو کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ اپنی رائے پر عمل کرے۔ ہماری خواہش ہے کہ قومی اتحاد پہلے کی طرح پوری طرح مضبوط اور مستحکم ہو۔ تحریک استقلال سمیت تمام جماعتوں کو دوبارہ اتحاد میں شامل ہو جانا چاہیئے تاکہ ہماری قوت مربوط اور مضبوط ہو۔

ہماری قوت ہی میں مسائل کا حل ہے، ہم جسقدر جلدی متحد ہو جائیں گے اتنی جلدی مسائل حل ہو جائیں گے۔

جمعیۃ علمائے پاکستان کا حقیقت پسندانہ فیصلہ

این۔ ڈی۔ پی اپنا عمل مکمل کر چکی۔

مولانا حامد علی خان ملتان کی مقبول اور معروف شخصیت ہیں۔ ان کی شخصیت میں وقار اور وجاہت کا بہت وافر حصہ ہے۔ بہت کم بولتے ہیں مگر جب بھی بات کرتے ہیں بڑی معقول اور مدبرانہ ہوتی ہے۔ مولانا کو اتحاد کی علامت قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہر خیال کا آدمی مولانا سے عقیدت رکھتا ہے اپنے تو اپنے مخالف اور دشمن بھی احترام کے لئے مجبور ہیں۔ مولانا کی شخصیت ملتان کے لئے اہالیان ملتان کے لئے مرکز اور محور بن گئی ہے۔ ان کے علم تقوے پاکیزگی اور اخلاق کی عظمت نے ملتان کی عظمت میں اضافہ کیا ہے۔ تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کا کردار نہ صرف مرکز تھا بلکہ قوت اور توانائی کا سرچشمہ بھی۔ آج بھی ملک بھر کے لوگ ملتان کو احترام سے دیکھتے ہیں اور ملتان کا نام زبان پر آتے ہی مولانا حامد علی خان کی جامع شخصیت کا تصور ابھر آتا ہے۔

جمعیۃ علمائے پاکستان کے مرکزی رہنما پچھلے دنوں ملتان آئے۔ فردوس ہوٹل میں قیام فرمایا اور مولانا حامد علی خاں صاحب سے ملکی سیاسی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔ مولانا اتحاد کے بہت بڑے حامی ہیں اور اخلاص سے یہ رائے رکھتے ہیں کہ نظام مصطفےٰ قائم کرنے کے لئے اتحاد ازبس ضروری ہے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ خانگڑھ جا کر نوابزادہ نصر اللہ خاں سے ملاقات کی جائے اور اتحاد کی گاڑی جس مقام پر جام ہوئی تھی اسے دوبارہ متحرک کیا جائے۔ مولانا کے اس مشورہ اور جمعیۃ علماء پاکستان کے رہنماؤں کا یہ فیصلہ کہ ہم اتحاد سے الگ نہیں ہوں گے بہت مبارک اور خوش آئند ہے۔

جہاں تک حقیقت پسندی کا تعلق ہے، کوئی بات اختلاف کی ہے نہیں۔ جب سب کی منزلِ مقصود نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو پھر اختلاف کیوں؟ باقی رہا اختلاف برائے اختلاف اس کے لئے نہ کسی بہانے کی ضرورت ہے اور نہ دلیل کی۔ نیت بد را بہانہ بسیار

بدقسمتی سے ماضی میں اس غلط پالیسی کو اپنا کر ہمارے رہنماؤں نے بہت انرجی ضائع کی ہے۔ اپنی راہ کو مسدود کیا۔ لوگوں کو مایوس کیا ہے۔

صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے کے مترادف اب کاغذی جنگ کو چھوڑ کر اصل محاذ جنگ پر صفیں درست کرنے کی ضرورت ہے۔ ملتان میں ہی مفتی محمود نے اعلان کیا تھا کہ جمعیۃ علمائے پاکستان اور جمعیۃ علماءِ اسلام کو ایک جماعت میں ضم کر دیا جائے۔ مفتی صاحب کے خیال میں کوئی بات اختلاف کی موجود ہی نہیں۔ ایک خدا ایک رسول ایک کتاب کے ساتھ ساتھ ہمارا نصاب تعلیم بھی ایک ہے۔ پھر اختلاف کیسا؟

مفتی صاحب کے اس بیان پر جمعیۃ علمائے پاکستان کے رہنماؤں کی طرف سے کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا حالانکہ یہ ایک انقلابی فیصلہ اور تجویز ہے۔

اختلاف رائے:

جمعیۃ علمائے پاکستان کے رہنماؤں کے بیانات سے یہ بات ظاہر ہے کہ اختلاف کوئی نہیں ہے صرف اختلاف رائے ظاہر کیا جا رہا ہے۔ اور اس طریق کار سے پاکستان قومی اتحاد کی قوت کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ لوگ یہ نہیں جانتا

چاہتے کہ خلاف کیا ہے؟ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اختلاف ختم کیا جائے۔ شریف لوگ افہام تفہیم سے بڑے بڑے مسائل کا حل تلاش کر لیتے ہیں وہ کون سی مشکل ہے جو آسان نہ ہو۔ پاکستان قومی اتحاد کا دستور ہے یا نہیں۔ ترمیم اختلاف رائے سے ہوئی یا کثرت رائے سے۔ ذمہ داریاں کس کے سپرد کی جائیں۔ یہ بالکل معمولی باتیں ہیں مگر ان معمولی باتوں کو بہت ہولناک بنایا گیا۔

مولانا حامد علی خان صاحب لائق صد تبریک ہیں انہوں نے بڑا فائق مشورہ دیا ہے نیز جمعیۃ علمائے پاکستان کے مرکزی رہنماؤں کا حالیہ فیصلہ بہت مبارک ہے۔ ضرورت ہے کہ جو اختلافات بھی باہم ہے یا کسی وقت پیش آئے باہمی افہام و تفہیم سے حل کر لیا جائے۔ کیا ہمارے مرکزی رہنماؤں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر حلف نہیں لیا تھا کہ ہم متحد رہیں گے۔ اتحاد پر حلف اٹھا کر پھر باہمی طعن و تشنیع کیوں؟

اللہ نے ملتان کو یہ شرف بخشا ہے جمعیۃ علمائے پاکستان کے مرکزی رہنما گذشتہ ماہ بھی آئے تو انہوں نے اتحاد کی بات کی اور اس دفعہ بھی اتحاد کا فیصلہ مبارک فیصلہ ہوا ہے ظلم کے خاتمے اور نظام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام تک اتحاد کو برقرار رکھا جائے۔ یہ سب کی مشترکہ ضرورت ہے۔ جو اس ضرورت کا انکار کرے گا نظام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کرے گا اور جو صبر تحمل اور بردباری کا ثبوت دے گا جیت اسی کی ہوگی۔ پاکستان کی عظیم قوم اب مذہبی منافقت کو قبول نہیں کرے گی۔ تحریک نظام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کر دیا ہے کہ مذہبی منافقت ضروری اگر اختلافی مسائل بنیادی ہوتے تو پھر اتحاد کیسا؟

ایک زمانہ تھا کہ ڈاکٹر احمد حسین کمال کو جمعیۃ علمائے اسلام کا ذہن قرار دیا جاتا تھا۔ دائیں بازو اور بائیں بازو میں شدید اختلاف تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی تحریر جمعیۃ کی پالیسی اور لائن تصور کی جاتی تھی۔ مزدوروں۔ کسانوں محنت کشوں اور غریبوں کی ہمدردی کے اظہار کو سوشلزم کی تائید قرار دیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب مرکزی دفتر کے ناظم اور

ترجمان اسلام کے ایڈیٹر لکھتے۔

گردش ایام — ڈاکٹر صاحب کراچی میں

گوشہ نشین ہو گئے۔ جماعت سے تعلق بہت کمزور سا ہو گیا مگر پھر بھی یہ تعلق باقی رہا۔ کراچی سے پی۔ این۔ اے کا ٹکٹ ڈاکٹر صاحب کو دیا گیا اپنے حالات اور تجربات کی بنا پر انہوں نے الیکشن میں حصہ لینے سے انکار کر دیا تو یہی ٹکٹ حضرت مولانا ذکریا کو دیا گیا تھا۔

ڈاکٹر احمد حسین کمال ۲۴ اپریل شام لاہور سے ملتان پہنچے تو ان کے ہم خیال بہت سے کارکن ان کے گرد جمع ہو گئے اور حالات حاضرہ پر تبادلہ خیال کیا۔

ڈاکٹر کمال صاحب نے بتایا کہ این۔ ڈی۔ پی کے حالات اور سیاست دوسری جماعتوں سے قدرے مختلف ہے۔ یہ لوگ جس شدید ابتلا سے گذرے ہیں ان کے پیش نظر ان کا فیصلہ درست ہے۔ یا تو اتحاد کی وہ قوت بحال رہتی جو تحریک نے پیدا کی یا پھر اب ضرورت ہے کہ ہم خیال دینی جماعتیں اپنے اتحاد کو مؤثر بنا کر خالص اسلامی انقلاب کے لئے کام کریں۔ پاکستان قومی اتحاد کی ایک ضرورت پوری ہو چکی کہ ظالم حکومت ختم ہو گئی۔ ظلم کی زنجیر ٹوٹ پھوٹ گئی۔ تیسری دنیا کی قیادت کا دعوے دار پھانسی کی کوٹھڑی میں پڑا ہے۔ اب تو عظیم تر اسلامی انقلاب ہماری منزل ہے اور اس کی قیادت کے لئے موزوں ترین شخصیت شاہ خالد ہیں۔ حجاز مقدس ویسے بھی مسلمانوں کا مرکز ملت ہے۔ اب ضرورت ہے کہ اس مرکز کو اسلامی قوت کی علامت بنایا جائے۔

یہ کام بنیادی طور پر دینی جماعتوں کا ہے این۔ ڈی۔ پی اپنی مرکزی فعالیت کی بنیاد پر قومی حکومت میں شامل نہیں ہو سکتی کسی ملک کے بغیر اس کی اسی ضرورت کو تسلیم کر لیا جائے اور دینی جماعتیں عرف عام میں دائیں بازو کی جماعتیں ایک سمت میں آغاز سفر کریں۔ یہی وقت کی ضرورت ہے اور یہی وقت کا تقاضہ ہے۔ اتحاد کو این۔ ڈی۔ پی کے کردار کی حیثیت کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔ اور اپنی تمام تر توجہ دائیں بازو کے اتحاد۔ دینی جماعتوں کے اتحاد۔ مذہبی عناصر کے اتحاد پر صرف کرنی چاہیئے۔ این۔ ڈی۔ پی۔ اپنے عمل کو مکمل کر چکی ہے۔ مستقبل کی سیاست میں یہ جماعت سفر جاری نہیں رکھ سکتی اس کی اپنی منزل ہے، اپنی راہ ہے اور اپنی ضروریات۔ پاکستان قومی اتحاد کو اب دائیں بازو کے اتحاد کو مؤثر بنانا ہے۔

قومی حکومت میں شمولیت بھی از بس ضروری ہے۔ جنرل صاحب کی پیشکش بروقت ہے اور مفید۔ اتحاد کے رہنما جو انتخابات کو جلد کرانے کے خواہشمند ہیں ان کی یہ خواہش بھی اسی صورت میں پوری ہو سکتی ہے کہ امور مملکت میں شامل ہو کر محاسبہ کی رفتار کو تیز کرایا جائے اور دوسرے مراحل کی تکمیل کے بعد انتخابات کی تاریخ متعین کرائی جائے۔

نہ صرف مرکز بلکہ صوبوں میں بھی شامل اقتدار ہونے کی ضرورت ہے۔ سیاسی عمل جو بالکل جام ہو گیا اور رک چکا ہے اسے جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر سیاسی عمل کے جمود کو ختم نہ کیا گیا تو اس کے اثرات نہایت مہلک ہوں گے۔

ملک کی بقا اور تحفظ کا مسئلہ بھی روز بروز اہم ہوتا جا رہا ہے۔ ملک کی سلامتی کے لئے بھی ضروری ہے کہ پاکستان اپنے برادر اسلامی ملکوں سے روابط زیادہ مضبوط کرے۔ اتحاد کو ابھارا جائے۔ اقتصادی مسائل میں رابطہ اور منصوبہ بندی سے کام لیا جائے۔ سائنس اور ٹیکنیک میں ترقی کی جائے۔ جنرل ضیاء الحق نے اس ضرورت کو محسوس کر لیا ہے اور سعودی عرب کا ان کا حالیہ دورہ بروقت اور مؤثر رہا ہے۔ افغانستان سے ہمارے تعلقات بہت بہتر ہو گئے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ وقت کی ضرورت کے پیش نظر باجپائی جیسے کٹر جن سنگھی نے اپنا رویہ تبدیل کیا ہے۔ یہ تبدیلی جو پاکستان کی خارجہ پالیسی میں آئی ہے اس کے اثرات بھی خوشگوار ہوں گے۔ عبوری حکومت صحیح سمت میں بڑے محتاط طریقے سے صحیح اقدامات کر رہی ہے۔ پاکستان کی محب وطن جماعتوں کو موجودہ حالات میں حکومت کے ہاتھ مضبوط بنانے اور باہمی کنفرنٹیشن کو ختم

ترجمان اسلام لاہور [illegible]

کاروانِ اہلِ فضل وکمال

تلامذۂ حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی مہاجرؒ

حضرت مولانا عالم علی مرادآبادی

الشیخ العالم المحدث عالم علی بن کفایت علی بن فتح علی الحسینی النگینوی ثم المرادآبادی۔

آپ نگینہ ضلع بجنور میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی۔ پھر تحصیل علم کے لئے سفر اختیار کیا اور رامپور پہنچ کر مفتی شرف الدین رامپوری اور شیخ عفران بن تائب افغانی سے کتب درسیہ پڑھیں۔ اس کے بعد دہلی آئے۔ مولانا مملوک علی نانوتوی سے پڑھا۔ حکیم نصراللہ خان دہلوی (تلمیذ حکیم شریف خان مرحوم) سے تعلیم طب حاصل کی۔ حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی رح سے حدیث پڑھی اور سند حاصل کی۔ بعد فراغت علم حدیث اور علم طب کی طرف پوری طرح متوجہ ہوئے اور مرادآباد میں سکونت پذیر ہوئے۔ آپ سے بہت سے علماء نے اخذ علم کیا۔[1] آپ کی تصانیف میں ایک مبسوط شرح، ضابطہ تہذیب پر ہے۔ اس کے علاوہ ایک رسالہ تنقیح مخرج الضاد، ایک رسالہ فضائل صیام میں اور ایک رسالہ فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ کی دو کتابیں اور ہیں جن کے نام الحجۃ البالغہ اور الوثیقۃ الباہرہ ہیں۔

آپ نے ۲۷ رمضان ۱۲۹۵ھ[1] کو وفات پائی۔ مرادآباد کی جامع مسجد کے صحن میں بجانب جنوب آپ کا مزار ہے۔ باغ جنان باد مسکن سے آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔

(ماخوذ از نزہۃ الخواطر جلد ہفتم و ترجمہ تذکرہ علمائے ہند ص ۲۶۱-۲۶۰)

تذکرہ کاملان رامپور مولفہ حافظ احمد علی خان شوق رامپوری میں ص ۱۸۹ پر آپ کے متعلق لکھا ہے۔

"ریاست رامپور سے تیس روپے ماہانہ پاتے تھے۔ رامپور میں بھی قیام رہا۔ نہایت متورع اور زاہد تھے۔ بہت سے لوگ مرید تھے۔ پابندی سنت کا سخت لحاظ تھا۔"

حضرت مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی:

الشیخ العالم الکبیر المفتی عنایت احمد بن غلام محمد بن لطف اللہ الدیوی ثم الکاکوروی۔ آپ ۱۲۲۸ھ میں بمقام دیوہ ضلع بارہ بنکی پیدا ہوئے۔ جب تیرہ سال کی عمر ہوئی تو آپ نے رامپور کا سفر اختیار کیا اور صرف ونحو مولانا سید محمد بریلوی سے پڑھی۔ رامپور ہی میں مولانا حیدر علی ٹونکی اور مولانا نورالاسلام ابن مولانا اسلام اللہ رامپوری کے حلقۂ تلامذہ میں داخل ہوئے اور مدتوں ان کی خدمت میں رہے۔ پھر دہلی کا سفر اختیار کیا اور شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی رح سے حدیث پڑھی اس کے بعد علی گڑھ پہنچے اور مولانا بزرگ علی مارہروی رح کے درس میں برابر حاضر رہے اور ان سے کتب معقول وحکمت پڑھیں۔ جامع مسجد علیگڑھ کے مدرسہ میں مدرس ومعلم رہے جہاں پورے ایک سال تک پڑھایا پھر حکومت وقت کی طرف سے عہدۂ منصف وقاضی پر فائز کئے گئے۔ مشاغل تدریس کے ساتھ ساتھ اس عہدہ کے فرائض انجام دینے میں بھی مشغول رہے۔ اس عہدہ پر دو سال فائز رہے۔ یہاں سے شہر بریلی کو تبادلہ ہوگیا اور صدرالامین بنا دیئے گئے۔ چار سال

۱۔ منجملہ ان کے مولانا حسن علی شاہ محدث رامپوری رح بھی تھے جن کے صاحبزادے مولانا محمد شاہ محدث رامپوری ہوئے۔ مولانا محمد شاہ رح کے صاحبزادے مولانا حامد شاہ محدث، قاضی رامپور تھے۔ ان تمام حضرات نے تمام عمر علم حدیث وفقہ کا درس اپنے وطن میں دیا جس سے ہزارہا تشنگان علوم فیضیاب ہوئے۔ ایک بڑا کتب خانہ چھوڑا جو اپنی نظیر آپ ہے۔ مولانا حامد شاہ صاحب کے بڑے صاحبزادے قاضی سید احمد شاہ صاحب کی نگرانی میں یہ عظیم کتب خانہ ان کے مکان پر اب بھی موجود ہے۔

باقی اگلے کالم میں

بقیہ حاشیہ: مولانا عالم علی رح کے تلامذہ میں سے مولانا عبدالحق حقانی صاحب تفسیر حقانی بھی ہیں۔ مولانا حکیم محمد صدیق قاسمی مرادآبادی نے بھی آپ سے حدیث پڑھی ہے۔ صاحب تحفۃ التواریخ مولانا آل حسن بخشی امروہی رح نبیرہ قاری امام الدین بخشی امروہی رح نے بھی آپ سے صحیح بخاری پڑھی ہے۔

۱۔ ترجمہ تذکرہ علماء ہند میں آپ کی تاریخ وفات ۲۰ رمضان المبارک لکھی ہے۔

۲۔ مقالات طریقت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شاہ محمد اسحٰق کے خلیفہ طریقت بھی تھے۔

۱۔ آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح کی اولاد میں سے تھے۔

کے بعد ترقی کرکے صدر الصدور بن گئے اور آگرہ کو منتقل کئے گئے۔ آپ کے آگرہ پہنچنے سے پہلے ہنگامہ ۱۸۵۷ء برپا ہوگیا۔ یہ ہنگامہ پورے ہندوستان میں پھیل گیا۔ دفعتاً حکومت انگلشیہ کا تختہ پلٹ گیا اور اس کا وقار و اقتدار ختم ہوگیا۔ یہ ۱۲۷۳ھ تھا مگر انگریزوں نے دوبارہ پھر اقتدار حاصل کر لیا اور اہل ہند کے ساتھ بری طرح پیش آئے۔ انہوں نے بڑی سختی سے اس ہنگامہ کو فرو کیا اور اپنے باغیوں اور ان کے معاونین کو گرفتار کرلیا۔ مفتی عنایت احمد کاکورویؒ پر بھی بغاوت کا الزام قائم ہوا اور ان کے لئے جلاوطنی کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ جزائر انڈمان (کالاپانی) بھیج دیئے گئے۔ اس جزیرے میں رہ کر باوجود فقدان کتب کے آپ نے بعض رسائل لکھے۔ جزائر انڈمان کا حاکم وقت چاہتا تھا کہ تقویم البلدان کو زبان عربی سے اردو میں منتقل کرے تاکہ پھر انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ کرنا آسان ہو جائے۔ اس حاکم نے مذکورہ کتاب کو بعض دوسرے علماء کے سامنے بھی جو کہ اس جزیرے میں بستے تھے ترجمہ کے لئے پیش کیا تھا مگر کسی نے اس کام کو قبول نہیں کیا تھا۔ جب مفتی عنایت احمد کے سامنے یہ کام پیش کیا گیا تو انہوں نے قبول فرمالیا اور اردو میں اس کتاب کا ترجمہ کر دیا۔ حاکم جزیرہ نے اس ترجمہ کو بہت پسند کیا اور ان کو رہا کر دینے کی سفارش کی، چنانچہ آپ کالے پانی کی قید سے رہا کر دیئے گئے اور ہندوستان میں واپس آگئے۔ اب آپ مطبع نظامی کانپور کے مالک عبدالرحمن ابن روشن خان حنفی لکھنوی کے اصرار پر کانپور میں رہنے لگے اور وہاں مدرسہ فیض عام کی بنیاد ڈالی۔ اس مدرسہ میں تین سال تک نحو کا درس دیا۔ پھر حج و زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ جب جدہ پہنچنے کے قریب ہوئے تو جہاز سمندر میں ڈوب گیا اور اس جہاز کا کوئی بھی آدمی نہیں بچ سکا۔

(ماخوذ از نزہۃ الخواطر جلد ہفتم)

آپ کی متعدد تصانیف ہیں اور بقول مؤلف تذکرہ مشاہیر کاکوروی ان کتابوں کے ناموں کے اعداد سے تاریخیں برآمد ہوتی ہیں۔ ان میں بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں۔ تذکرہ مشاہیر کاکوری سے ان کتابوں کی فہرست ذیل میں دی جاتی ہے:

۱۔ علم الفرائض مطبوع
۲۔ ملخصات الحساب مطبوع
۳۔ تصدیق المسیح ردع کلم القبیح
۴۔ کلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین مطبوع
۵۔ ضمان الفردوس مطبوع
۶۔ فضائل علم و علماء دین
۷۔ فضائل درود و سلام مطبوع
۸۔ محاسن العمل الافضل مع التتمات مطبوع۔
۹۔ ہدایات الاضاحی مطبوع
۱۰۔ الدر الفرید فی مسائل الصیام والقیام والعید مطبوع
۱۱۔ وظیفہ کریمہ مطبوع
۱۲۔ علم الصیغہ مطبوع[۵۱]
۱۳۔ نجستہ بہار بطرز گلستان
۱۴۔ ترجمہ تقویم البلدان
۱۵۔ نقشہ مواقع النجوم
۱۶۔ بیان قدر شب برات مطبوع
۱۷۔ رسالہ در مذمت میلہ ہا
۱۸۔ احادیث الحبیب المتین کہ یعنی چہل حدیث مطبوع
۱۹۔ تواریخ حبیب الٰہ مطبوع

حضرت مولانا
عبدالجلیل شہید علی گڑھیؒ

الشیخ العالم المحدث عبد الجلیل بن ریاض الدین الاسرائیلی الکوئلی۔ آپ ۱۲۲۵ھ میں شہر علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اکثر کتب درسیہ مولانا بزرگ علی مارہرویؒ سے پڑھیں اور فنون ریاضیہ میں کمال حاصل کیا۔ پھر آپ دہلی گئے اور حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ سے علم حدیث حاصل کیا۔ آپ نے علم حدیث کی طرف پوری توجہ مبذول رکھی۔ کامیابی کے بعد اپنے شہر کو واپس ہوئے اور ایک زمانے تک علوم دینیہ کا درس دیا۔ پھر آپ کو نواب محمود علی خان نے چھتاری بلایا جہاں آپ نے ایک مدت تک قیام فرمایا اور درس و افادہ کا سلسلہ قائم کیا۔ آپ سے بہت سے علماء نے استفادہ کیا ہے۔ آپ اخلاق عالیہ کے کامل نمونہ تھے۔ حضرت سید احمد شہید رائے بریلویؒ سے بیعت تھے۔ اور ان کی صحبت بھی اٹھائی تھی۔ تمام عمر ان کے طریقے پر مستقیم رہے۔ توریہ ہندیہ یعنی ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے ایام میں انگریزوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ قمری حساب سے آپ کی تاریخ و سنہ شہادت ۷ محرم ۱۲۷۳ھ تھی۔ علی گڑھ کی جامع مسجد کے اندر بجانب شمال آپ کا مزار ہے۔

(نزہۃ الخواطر جلد ہفتم)

مولانا مفتی عبدالقیوم
بوڈھانوی ثم بھوپالیؒ

نزہۃ الخواطر جلد ہفتم میں آپ کے بارے میں اس طرح تحریر کیا گیا ہے:

الشیخ الامام العالم الکبیر المحدث المفتی عبد القیوم بن عبد الحی ابن محبۃ اللہ بن نور اللہ الصدیقی البڈھانوی۔ آپ ۱۲۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ جب قرآن مجید حفظ کر لیا تو حضرت سید احمد شہیدؒ سے بیعت ہوئے۔ اور صرف و نحو کی مختصر کتابیں شیخ نصیر الدین نقشبندی دہلویؒ نواسہ حضرت شیخ رفیع الدین محدث دہلویؒ سے پڑھیں۔ بعض کتب درسیہ مولانا نصیر الدین لکھنویؒ مقیم دہلی سے پڑھیں اور فنون ریاضیہ خواجہ نصیر الحسینی الدہلوی سے حاصل کئے۔ علم فرائض شاہ محمد یعقوب مہاجرؒ سے سیکھا۔ شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ سے فقہ و حدیث پڑھی۔ حضرت شاہ محمد اسحاق کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح ہوا۔ آپ نے طریقت کو شیخ محمد عظیمؒ سے حاصل کیا جو کہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے اصحاب میں سے تھے اور ان کی خدمت میں مدتوں شہر

۵۱۔ علم صرف کی یہ کتاب جزائر انڈمان میں لکھی گئی ہے۔

ٹونک میں رہے۔ حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب سے بھی طریقت کو اخذ کیا۔ آپ جب معہ اہل وعیال حج سے واپس ہوئے اور بھوپال میں ٹھہرے تو اس وقت کی والیۂ بھوپال نواب سکندر جہاں بیگم نے آپ کو بھوپال میں سکونت پذیر ہونے کی دعوت دی اور افتاء کے عہدہ پر مقرر کیا اور جاگیر بھی دی چنانچہ آپ بھوپال میں سکونت پذیر ہو گئے۔

آپ علم، حلم، تواضع، خندہ روئی، افادہ تدریس، تذکیر اور حق گوئی میں اپنے اسلاف کے قدم بہ قدم تھے۔ وہاں آپ برابر قرآن و حدیث کے درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ آپ سے علماء کی ایک بڑی تعداد نے علمی استفادہ کیا۔ آپ صادق الفراست واقع ہوئے تھے اور اکثر اوقات آپ کو الہام و کشف بھی ہوتا تھا۔ مجھ سے ثقہ لوگوں نے آپ کی بعض ایسی خصوصیات بیان کیں جن سے اللہ تعالےٰ نے آپ کو نوازا تھا۔ منجملہ ان خصوصیات کے بعض خرق عادات اور کرامات اور تعبیرات خواب بھی ہیں۔ تعبیر خواب میں آپ کی یہ شان تھی کہ خواب کی جو تعبیر دی اسی طرح ظہور میں آیا۔ یہ سب چیزیں ان اصحاب نفوس قدسیہ کے اندر ہوتی ہیں جو خواہشات دنیاوی کی آلودگی سے پاک و صاف ہوتے ہیں۔ آپ کے بہت سے خصائل محمودہ و فضائل مشہور ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپ حضرت شاہ عبدالعزیز ابن شاہ ولی اللہ رح کے بقیۂ رہط (گروہ) اور یادگار تھے۔ آپ کی وفات ۱۲۹۹ھ میں بوڈھانہ ضلع مظفر نگر میں ہوئی۔ عمر تقریباً ستر سال کی ہوئی تھی۔

(نزہۃ الخواطر)

اور مقالات طریقت میں آپ کا تذکرہ حسب ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے:-

"واقف اسرار خاندان شاہ ولی اللہ رح مولانا حافظ حاجی مولوی عبدالقیوم صاحب دہلوی نزیل شہر بھوپال ابن مولانا مولوی عبدالحئی ابن شیخ ہبۃ اللہ ابن مولوی شاہ نور اللہ قدس سرہ ... آپ کی ولادت ۱۲۳۱ھ میں ہے۔ غلام نقی تاریخی نام ہے اور عبدالقیوم — کہتے ہیں کہ — حضرت شاہ عبدالعزیز رح کا رکھا ہوا نام ہے۔ آپ نے قرآن مجید خرد سالی میں اپنے والد ماجد کے روبرو حفظ کیا اور اکثر صرف و نحو، منطق و عقائد وغیرہ کی کتابیں مولوی نصیر الدین شافعی لکھنوی مدنی رح سے پڑھیں اور تفسیر جلالین، ابن ماجہ، نسائی اور علم فرائض مولانا شاہ محمد یعقوب رح سے اور اکثر صحاح مولوی سید محبوب علی دہلوی رح سے اور کچھ ہدایہ مولوی مفتی سید مراد سے اور باقی فقہ اور بخاری شریف اور کچھ بیضاوی اور معالم التنزیل، مدارک، در منثور اور صحاح ستہ، قول الجمیل، حزب البحر حصن حصین، مستدرک، دار قطنی اور دارمی سب کچھ جناب مولانا محمد اسحٰق صاحب علیہ الرحمہ سے پڑھا ہے اور سنا ہے اور اجازت عامہ من کل الوجوہ حسب قاعدہ محدثین اور بضابطۂ مشائخ طریقت اجازت و خرقہ حضرت مولانا موصوف سے آپ کو حاصل ہے اور آپ کو بیعت بحسب ارادت اور اجازت و خلافت حضرت امام المسلمین سید احمد شہید قدس سرہ سے ہے۔ اور حضرت سید صاحب نے آپ کو کلاہ بھی پہنایا ہے اور بہت کچھ دعا آپ کے واسطے کی ہے[۱] آپ کو روحانیت حضرت شاہ عبدالعزیز و سید احمد شہید قدس سرہما سے بھی استفاضہ ہے اور مولانا محمد یعقوب صاحب سے بھی آپ کو چاروں طریقت میں بیعت و اذکار و اشغال کی صحت (و اجازت) ہے۔ اور آپ صحبت یافتہ ہیں اخوند عبدالعظیم خان صاحب رح کے جو کہ حضرت سید صاحب کے عمدہ خلفاء میں سے تھے اکثر حاضر رہے تھے۔ آپ کو مولانا محمد اسحٰق صاحب سے نسبت دامادی بھی حاصل تھی۔ مولانا صاحب کی دختر مرحومہ و مغفورہ سے ایک دختر اور دو فرزند یعنی حافظ مولوی محمد یوسف صاحب اور مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب ہوئے۔ دونوں صاحبزادے عالم۔ فاضل، متقی، پرہیزگار، ذی علم و وقار اپنے خاندان کی یادگار ہیں۔

(مقالات طریقت)

الروض الممطور مؤلفہ مولانا ذوالفقار احمد بھوپالی رح میں حضرت مفتی عبدالقیوم رح کے متعلق چند ایسی معلومات ملتی ہیں جو دوسری جگہ نہیں ہیں۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کتاب میں جو کچھ آپ کے بارے میں لکھا گیا ہے اس کو بھی ہدیۂ ناظرین کر دیا جائے۔

"شاہ محمد اسحٰق صاحب رح کے داماد و شاگرد رشید مولانا محمد عبدالقیوم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خلف الصدق مولانا مولوی محمد عبدالحئی صاحب صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ معہ اپنے اہل و عیال کے بھوپال میں مقیم رہے۔ ایک مدت تک عہدۂ افتاء کو زینت بخشی بعد کو ترک کر دیا اور اپنے خانہ فیض

---

[۱] آپ سفر جہاد میں اپنے والد شیخ الاسلام مولانا عبدالحئی بوڈھانوی رح کے ہمراہ تھے۔ مولانا عبدالحئی دہلی سے روانہ ہو کر اوائل ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ میں چار باغ (سوات) میں جا کر سید صاحب سے ملے تھے۔ انہوں نے ۸ شعبان ۱۲۴۳ھ میں بمقام خہرا انتقال فرمایا۔ جناب غلام رسول مہر اپنی کتاب سید احمد شہید میں مولانا عبدالحئی بوڈھانوی کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ مولانا عبدالحئی کے اکلوتے بیٹے مولوی عبدالقیوم ساتھ تھے۔ سید صاحب نے انہیں فرط شفقت سے سینے سے لگا لیا اور بہت تسلی دی (سید احمد شہید جلد دوم ص ۳۶) ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ مولانا عبدالحئی کے صاحبزادے مولوی عبدالقیوم سید صاحب کے ساتھ سرحد پہنچے تھے۔ مولانا کے انتقال کے وقت سے سید صاحب مولوی عبدالقیوم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے۔

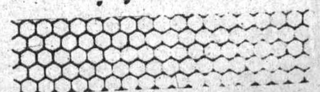
(سید احمد شہید جلد دوم ص ۳۷)

آشیانہ میں جادۂ استقامت وسداد پر قائم دائم رہے۔ اوقات شریعت کو علم تفسیر و حدیث وفقہ کی تدریس وتعلیم سے معمور کیا۔

یہاں کے اہال موالی رئیس مرد س سب ان کی صلاح وعلم وفضل کے قائل ومعتقد تھے۔ خوش اخلاق، خوش وضع، بے تکلف، حسن المحاضرہ تھے۔ تمام دن حدیث شریف کے درس میں گذرتا۔ ذکر فکر کا شغل رہتا۔ ستر حال (حال کو چھپانے) کو بہت پسند رکھتے تھے۔

وفات سے کئی ماہ پہلے خاکسار نے ترجمۂ موضح قرآن ان پر پڑھا اور آٹھ دس پارے تفسیر جلالین کے سنائے (اور انہوں نے سند عطا فرمائی جو خاکسار کے پاس موجود ہے اور بیعت سے بھی مشرف فرمایا۔ بعدہٗ وطن (بوڈھانہ) کا قصد فرمایا۔ بھوپال سے روانہ ہوکر بنارس پہنچے وہاں کچھ اقامت فرماکر وطن روانہ ہوئے، سندیلہ تک پہنچے۔ ارادہ تھا کہ حضرت مولانا مولوی فضل الرحمٰن صاحب دام ظلہم کی زیارت سے مشرف ہوں مگر بواسیر کی شدت ہوئی پہنچ نہ سکے۔ وہاں سے بخط مستقیم وطن پہنچے مرض میں زیادتی ہوئی۔ آخر کو ۱۲۹۹ھ میں انتقال ہوا۔ اپنے وطن میں مدفون ہوئے اور یہی ان کی خواہش دلی تھی۔ اللہ سبحانہٗ نے ان کی تمنا پوری کی۔ چونکہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت قلبی تھی اور اکثر اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مرکوز خاطر عاطر رہتا تھا اس لئے عجیب حسن اتفاق ہوا کہ سال وفات میں دو بار قرآن شریف کا دور فرمایا"

حضرت مولانا صاحب مرحوم کے دو صاحبزادے تھے اور ایک صاحبزادی تھیں۔ اول بعد انتقال ان کی صاحبزادی صاحبہ کا انتقال ہوا اس بعد میاں ابراہیم صاحب مرحوم فرزند خورد کا انتقال ہوا۔ مولوی یوسف صاحب ولد اکبر موجود ہیں مگر ایک مدت سے مرض سخت میں گرفتار رہے۔ اللہ جل شانہٗ شفائے عاجل عنایت فرمائے یہ بھی شغل نیے واند جد مرحوم کے درس حدیث شریف میں مشغول رہتے ہیں۔ نہایت صالح ومتدین ہیں



عبدالصمد صارم الازہری

مسلمانوں کے میکانکی علوم میں انکشافات



اہل عرب نے مختلف علوم وفنون میں انکشافات کیئے۔ ہم مسلمانوں کو جو ان کے وارث ہیں، چاہیئے کہ ان کی پیچھے چھوڑی ہوئی میراث کی حفاظت کریں کیونکہ یہ چیزیں ہمارے تمدن کا جزو ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے جو علمی تحقیقات کے سلسلہ میں برسوں اور صدیوں سخت کاوشیں کی ہیں ہمارا فرض ہے کہ ان کی کاوشوں کو بروئے کار لائیں۔ یہ وہ تمدن ہے جو تقریباً آٹھ صدی تک مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلا جب کہ دنیا جہالت کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی اور یورپ علوم سے بالکل نہ آشنا تھا۔

اہل عرب نے جہاں ہمارے لئے ادب وغیرہ میں بھاری وراثت چھوڑی ہے وہاں انہوں نے علوم وفنون میں بھی بہت کچھ چھوڑا ہے۔ یہ وہ تمدن ہے جو ہمارے تمدن کا جزو ہے اور جسے انہوں نے اپنی مختلف حکومتوں کے دور اور اپنے مختلف ادوار تمدن میں بنایا اور ان لوگوں نے ...ن میں ...سی ضخیم کتابیں لکھیں جو لاکھوں مخطوطات کی صورت میں دنیا کے مختلف کتب خانوں میں پڑی ہوئی ہیں مگر ان میں سے بہت تھوڑی سی باقی رہ گئی ہیں، جنہیں انہوں نے بڑی کاوش سے لکھا تھا اور ان میں سے بھی جن مخطوطات کو مطبوعات کی صورت دی گئی ہے وہ بہت تھوڑی ہیں۔ یہ ہمارا فرض تھا کہ ہم انہیں مطبوعات کی صورت میں لاتے مگر مستشرقین یورپ نے ہمارے اس فرض کو انجام دیا اور بڑے فخر سے ان کی کتابیں شائع کیں۔ مستشرقین نے تمدن ادب کی بڑی خدمت کی اور اسی طرح فلسفۂ وحکمت کو بروئے کار لائے جس کی بنیاد فلسفۂ یونان ہے۔

اس دور کے انسان نے جو کچھ حاصل کیا سب علم ہی کی بدولت ہے اور جتنا بھی اقتدار کائنات پر حاصل کیا سب علوم وفنون کا احسان ہے لہذا ہمیں اپنی علمی وراثت کی حفاظت اور اس کی تاریخ سے شناسائی حاصل کرنی چاہیئے

اہل عرب اور مسلمانوں نے میکانکی علوم سے فلسفۂ طبعی کے فن میں بحث کی ہے جو حرکت وسکونِ اجسام اور مختلف قوتوں کے تحت ان کے حرکت کرنے سے بحث کرتا ہے اور جسے آج کل میکانکی علوم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

چونکہ مسلمان فلسفیوں نے میکانکی علوم سے فلسفۂ طبعی کے ضمن میں بحث کی ہے لہذا وہ ان کی خصوصی توجہ کا ہدف نہ بن سکے اور اس کے باوجود انہوں نے میکانکی علوم میں بہت سے انکشافات کئے اور کئی ایک فلسفیوں نے خاص طور سے میکانکی علوم کی طرف توجہ دی' ان کی کتابیں لاطینی میں ترجمہ ہو کر یورپ پہنچیں تو موجودہ نئے علوم وتمدن کی بنیاد بنیں۔ شیخ الرئیس بوعلی سینا، حسن بن الہیثم، ابوالبرکات بغدادی، امام فخرالدین رازی اور علامہ محقق طوسی نے خاص طور پر میکانکی علوم کو لیا۔ انہوں نے سکون وحرکتِ اجسام، تصادم اجسام اور اس کے اثرات حرکت کی قسمیں، اثرات، قوانین وعناصر اور شدت وضعف سے بحث کی، جاذبیتِ ارضیہ، موانع حرکت اور حرکتِ دائمہ کے محال ہونے سے بحث کی۔

اہل عرب نے اپنی علمی تحریک کے ابتدائی دور میں یونانی، سریانی، ایرانی اور سنسکرت کی کتابوں کے ترجمے کئے اور تقریباً ساری اہم کتابیں عربی میں منتقل کردیں خصوصاً یونانی کتابیں۔

ہم اہل عرب کے ترجمے کی تاریخ کو دو دوروں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ ایک دور دولت عباسیہ کے قیام سے مامون الرشید کے دورِ خلافت تک پہنچتا ہے۔ دوسرا دور مامون الرشید کے بیت الحکمت کے قیام سے شروع ہوتا ہے، جہاں ہر زبان کے مترجمین موجود تھے اور جہاں یونانی فارسی اور ہندی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا گیا اس طرح یونانی تمدن کو مسلمانوں نے محفوظ کردیا۔ اور یونانی تمدن پر عربی تمدن کی بنیاد رکھی — بیت الحکمت میں حنین بن اسحق بن حنین اور اس کا بھائی حبیش الاشقی جیسے صاحبِ قدرت مترجم موجود تھے۔

منصور خلیفۂ عباسی کے دور میں بھی یونانی فارسی اور سریانی کتابوں کے ترجمے ہوئے حنین بن اسحاق نے اقلیدس، جالینوس بقراط، ارشمیدس اور ابولیونیوس کے مقالوں کا ترجمہ کیا اور اس کے بیٹے اسحق نے متعدد اہم یونانی کتابیں ترجمہ کیں بالخصوص ارسطو کی کتاب **الکون والفساد** جو علم طبعی میں اس کی بڑی اہم کتاب تھی اور جس کا ہمارے موضوع سے تعلق ہے' اسی دور میں متی بن یونس نے اسکندر رومی کے حواشی کا ترجمہ کیا ہے۔ اس نے ارسطو کی کتاب **الکون والفساد** پر یہ حواشی لکھے تھے ارشمیدس کو میکانکی علوم کا باپ کہا جاتا ہے اس کی اور افلاطون کی کتابیں بھی ترجمہ کیں جن کا تعلق



اردو کو تعلیم اور دفتری شعبوں میں رائج کیا جاوے:

بجلی کی فراہمی

مکرمی!

موضع مینخانی تحصیل ٹانک میں دو سال قبل بجلی کی فراہمی کی منظوری دی گئی تھی اور اس سلسلے میں بجلی کے کھمبے بھی پہنچا دیئے تھے۔ مگر نہ جانے کیا ہوا تمام کھمبے واپس اٹھا کر لے گئے۔ اس موقع پر بعض گھروں میں وائرنگ کا بندوبست بھی کر لیا گیا تھا لیکن اتنا عرصہ گذرنے کے باوجود بھی بجلی فراہم نہیں کی گئی۔ چند فرلانگ کے فاصلے پر موضع پائی میں بجلی موجود ہے۔ لوگوں کو گرمی کے موسم میں سخت پریشانی ہوتی ہے۔

متعلقہ حکام سے درخواست ہے کہ وہ اس طرف توجہ دیں۔

محمد اسلم خاں گنڈی
موضع مینخانی تحصیل ٹانک

نام تبدیل کیا جاوے:

مکرمی!

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جناب ضیاء الحق صاحب نے لائلپور کا نام مسلمانانِ عالم کے ایک عظیم مصلح راہنما جناب شاہ فیصل شہید رح کے نام پر رکھ کر قابلِ تحسین اقدام کیا ہے۔ آزادی حاصل کرنے کے بعد یہ ہونا چاہیئے تھا کہ جو جو شہر اور گاؤں ہندوؤں، سکھوں وانگریزوں کے ناموں سے موسوم تھے ان کے نام اسلامی رکھے جاتے لیکن اب تک تمام سابقہ حکومتوں نے اس عظیم کام سے چشم پوشی کی۔

لہذا جناب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب سے استدعا ہے کہ وہ منچن آباد کا موجودہ نام تبدیل کرکے علاقے کے مشہور و معروف بزرگ و حامی کامل ولی الحاج حضرت غلام قادر صاحب نور اللہ مرقدہ کے نام پر "قادر آباد" رکھا جائے۔

محمد شریف اشرف صرفی طبغڑوی
متعلم مدرسہ عمادقیہ عباسیہ
منچن آباد

ترجمان - وقت کی آواز

مکرمی!

الحمدللہ آجکل ترجمانِ اسلام مضامین، حسن ترتیب اور چھپائی کے لحاظ سے ہر طرح بہت اچھے معیار پر چل رہا ہے۔ خاص طور پر اداریے تو عین وقت کی صحیح آواز اور صحیح صورت حال کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ ترقی دے اور اس حسن کو اور زیادہ نکھار دے۔

پولیس کی تساہل پسندی؟

مکرمی!

۲۲-۲۳ مارچ ۷۸ء کو گجرات میں بسوں کے جلائے جانے کے واقعات رونما ہوئے تھے جب کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی ایک بس صبح دس بجے آگ کی نذر ہوگئی اور اس سے ایک رات قبل بھی ایک بس جلانے کی کوشش کی گئی تھی ۴ اپریل کو ایس۔ پی گجرات نے ایک پریس کانفرنس میں اس واردات میں ملوث افراد کے ناموں کا اعلان کیا تھا اور کہا تھا کہ تمام ملزمان نے جرم کا اقرار کر لیا ہے۔ ایک شریک کار وعدہ معاف بن گیا ہے اور یہ بھی کہا تھا کہ مقدمہ فوجی عدالت میں چلایا جائے گا۔

آج ان کی پریس کانفرنس کو ایک ماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے۔ اس دوران دو ایک پیشیاں فوجی عدالت میں ہوئی ہیں لیکن یہ بات ابھی تک معمہ بنی ہوئی ہے کہ پولیس نے ابھی تک چالان بھی مکمل نہیں کیا۔ کیا یہ پولیس کی روایتی تساہل پسندی کا ایک اور ثبوت ہے یا کسی ہاتھ کی پراسراریت کا شاہکار؟

عبدالشکور انور
اندرون شاہ فیصل گیٹ گجرات

چنیوٹ کے لئے ٹرانسپورٹ

مکرمی!

میں آپ کے جریدے کی وساطت سے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کے اعلیٰ حکام سے گذارش کرتا ہوں کہ اس وقت جی۔ ٹی۔ ایس کی سروس سرگودھا سے لاہور براستہ چنیوٹ سرگودھا سے فیصل آباد چلتی ہے۔ چنیوٹ کے لوگوں کے لئے ٹرانسپورٹ ایک بہت بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔ کوئی جی۔ ٹی۔ ایس کی بس چنیوٹ سے سواری نہیں بٹھاتی۔ سرگودھا سے فل ہو کر چلتی ہے اس قدیم شہر کے لئے جی۔ ٹی۔ ایس کی سہولت نہیں ہے حالانکہ بہت عرصہ پہلے ایک سب آفس تھا وہ بھی ختم کر دیا ہے۔

اعلیٰ حکام سے گذارش ہے کہ چنیوٹ سے لاہور۔ فیصل آباد۔ جھنگ کے لئے فوری طور پر سروس شروع کی جائے اور چنیوٹ سب آفس جی۔ ٹی۔ ایس جھنگ ڈپو کو دیا جائے۔

محمد یار شاہد
نائب صدر، پاکستانی جمہوری پارٹی
تحصیل چنیوٹ

نظام تعلیم اردو میں کیا جائے

مکرمی!

میں جناب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب کی توجہ آپ کے مؤقر جریدے کے توسط سے جس مسئلے کی طرف مبذول کرانی چاہتی ہوں وہ مسئلہ پاکستان کا سب سے پرانا اور پاکستانی طلباء کے لئے سوہانِ روح بنا ہوا ہے۔ وہ مسئلہ ہے "قومی زبان میں نظام تعلیم"

ص ۲۰

بقیہ فیصل آباد کی ڈائری

پراگندگی ظاہر کی ہے کیونکہ اگر عوام سے رابطہ نہ ہونے کے باعث موجودہ مارشل لار حکومت ناکام ہو جاتی ہے تو ملک انارکی کا شکار ہو جائے گا جو ملک و ملت کے لئے سخت نقصان کا باعث ہوگا۔ نیز ہم نے بھی مارشل لار حکام کو کچھ شرائط اور تجاویز پیش کی ہیں۔ اب یہ مارشل لار حکام ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا کہ

"اگر ہمیں کرسئی اقتدار کی خواہش ہوتی تو سابقہ وزیراعظم نے مجھے قومی اسمبلی کی ۵۵ نشستیں اور ڈپٹی وزیراعظم کا عہدہ پیش کیا تھا جسکو ہم نے حقارت سے ٹھکرا دیا تھا۔ ہم اصول کے پابند ہیں۔ اسی لئے ہم نے مارشل لار حکومت کو بھی شرائط پیش کردی ہیں"۔

ایک اور سوال پر مفتی صاحب نے فرمایا کہ

"کوئی پارٹی بھی قومی اتحاد سے الگ ہو کر کامیابی حاصل نہیں کرسکتی کیونکہ ہم نے متحد ہو کر قوم کو نظام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پکارا تو پوری قوم نے ہماری آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے سینے گولیوں کے سامنے پیش کر دیئے اور ہر طرح کا ظلم وستم برداشت کیا۔ اب ہم کو نفاق کرکے قوم کو مایوس اور نظام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری کا مرتکب نہیں ہونا چاہیئے۔ نظام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام تک قومی اتحاد کی پہلے سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ قومی اتحاد قائم رہے گا اور ہمارے آپس کے معاملات اور اختلاف درست ہو جائیں گے"۔

ایک اور سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ

"بعض حضرات کا مؤقف ہے کہ پہلے زمین (جگہ) کو اچھی طرح پاک کیا جائے تو پھر نماز پڑھنی چاہیئے لیکن سوال یہ ہے کہ جگہ کو پاک کرنے میں اتنی دیر کیوں لگا دی جائے کہ نماز کا وقت ہی ختم ہو جائے۔ اور نماز قضا ہو جائے۔ نماز کے مناسب وقت کا بھی خیال ہونا چاہیئے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جگہ کو پاک کرنے میں اتنی دیر نہ لگائی جائے کہ نماز قضا ہو جائے۔ اس لئے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ جلد از جلد زمین اور نمازیوں کو پاک کردیا جائے تاکہ انتخابات جلد از جلد ہوں اور ایک مستحکم نمائندہ حکومت کا قیام عمل میں آسکے جو قوم اور ملک کے مسائل کا حل تلاش کرے اور انہیں بحسن وخوبی حل کرنے کی سعئ پیہم کرے۔

جہاں تک موجودہ عبوری حکومت کا تعلق ہے ہم اس کے ساتھ تعاون کرتے رہیں گے خواہ قومی حکومت بنے یا نہ بنے کیونکہ اس طرح ہم نظام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخلص ہونے کا دعوے کے ساتھ عملی ثبوت بھی دیں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ ابھی نوکر شاہی میں کچھ ایسی کالی بھیڑیں موجود ہیں جو عوام کو مختلف مصائب میں الجھا کر حکومت کو ناکام کرنے کی سعی ناکام کررہے ہیں"۔

مفتی صاحب حاجی ادریس شہید اور دیگر شہداء کی تعزیت کے لئے حاجی محمد ابراہیم، والد ادریس شہید کے مکان پیپلز کالونی ع۱ میں تشریف لے گئے۔ وہاں بھی علماء، وکلاء، طلباء اور کارکنوں کی کثیر تعداد نے ملاقات کی۔ مفتی صاحب بروز ہفتہ دس بجے صبح بذریعہ طیارہ ملتان تشریف لے گئے۔ اس طرح فیصل آباد کے عوام نے اپنے قائد اسلامی انقلاب اور تحریک نظام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے قائد کی زیارت کی۔

بقیہ: ایڈیٹر کی ڈاک

پاکستان کی قومی زبان کے بارے میں بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے اعلان کیا تھا کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہوگی مگر یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ تیس سال گذرنے کے بعد بھی پاکستان کی قومی زبان اردو نہ ہوسکی حالانکہ ہماری اپنی زبان کو اس کا مقام نہ ملنے کی بنا پر ہم آدھے ملک سے محروم ہو چکے ہیں۔ اس کے باوجود اس مسئلے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جارہی ہے۔

تعلیمی کانفرنس ملتان میں بھی کچھ حضرات نے اس مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی تھی مگر کیا کہا جائے ان حضرات کے بارے میں جنہوں نے اسے دوسرا رنگ دے دیا۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ آج بھی لارڈ میکالے کی پیدا کردہ غلامانہ ذہنیت اپنا کام کررہی ہے اور ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔

انگریزی زبان میں دی جانے والی تعلیم سے فارغ ہونے والوں کی اکثریت ایسی ہے کہ وہ ڈاکٹریٹ وغیرہ کی ڈگریاں حاصل کرنے کے باوجود انگریزی میں انتہائی کمزور ہوتے ہیں۔ میں انگریزی زبان کی مخالفت نہیں کرتی، مگر یہ کہتی ہوں کہ انگریزی کو بحیثیت ایک مضمون کے پڑھا جائے اور باقی تمام مضامین اردو میں ہونے چاہئیں (جہاں تک صوبائی زبانوں کا تعلق ہے ان کو بھی ترقی دی جائے) اور دفاتر میں بھی کام اردو زبان ہی میں ہونا چاہئیے۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ انگریزی زبان کے بغیر ہم ترقی نہیں کرسکتے تو ہم نے تیس سال میں کیا ترقی کی ہے اور آیا تمام ممالک جنہوں نے ترقی کی ہے کیا وہ سب کے سب انگریزی زبان کو اپنائے ہوئے ہیں؟ کیا ان تمام ممالک میں ذریعہ تعلیم اور دفتری زبان انگریزی ہی ہے؟ کیا وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں ہماری زبان ذریعہ تعلیم اور دفتری زبان نہیں ہوسکتی؟

میں چیف مارشل لار ایڈمنسٹریٹر کے مشیر برائے منصوبہ بندی سے اپیل کرتی ہوں کہ انتظامیہ اور تعلیم کے ہر شعبے میں اردو بحیثیت قومی زبان کو رائج کی جائے۔

آصفہ شیخ
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول
میرپور خاص



ہم تختہ دار پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں گے

گوجرانوالہ مدرسہ نصرت العلوم میں امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد درخواستی مدظلہ کا ایمان افروز خطاب

الحمد اللہ! میں دیکھ رہا ہوں کہ اجتماع معجون مرکب ہے۔ غریب بھی آئے ہیں امیر بھی آئے ہیں بوڑھے بھی ہیں بچے بھی، نوجوان بھی آئے ہیں۔ داڑھیوں والے بھی ہیں داڑھی منڈے بھی، کالجوں کے طلباء، سکولوں کے طلباء اور دینی مدارس کے طالب علم بھی آئے ہیں۔ آئے ہو اللہ کے گھر میں تو کچھ لے کر ہی جاؤ گے۔ مسجدیں جنت کے باغ ہیں دینی مدرسے محمدی ﷺ باغ ہیں۔ مسجد میں آکر نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمد اللہ، لا الہ الا اللہ اللہ اکبر اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کر لیا کرو۔ اللہ کریم دنیا بھی سنوار دیں گے آخرت بھی سنوار دیں گے۔

یہ نہ کہو کہ ہم نے نظام شریعت کے لئے قربانی دی بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اللہ کریم نے تمہیں موقع فراہم کر دیا۔۔ وہ تو حکومت اور اقتدار کے نشے میں [illegible] کا نعرہ لگاتا تھا اور کہتا تھا ان ملاؤں کو ختم کر کے رکھ دیں گے لیکن وہ یہ بھول گیا تھا کہ توحید کے دیوانوں کو مٹانا ممکن نہیں۔

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
دنیا کے بت کدہ میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم پاسباں ہیں اسکے وہ پاسباں ہمارا

میرے مولا نے خود ان کو گرفت میں لے لیا ہے وہی ہے ملک کا مالک جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلیل و خوار کرے۔ اُسی کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے۔ جلسوں پر پابندی ہے جلسے ہو نہیں رہے سیاست پر بات کرنے کی بھی اجازت نہیں لیکن ہم خدا کا کلام لوگوں کو سنائیں گے۔ اس پر کسی کی پابندی کی ہمیں پرواہ نہیں۔ اس کے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہم تختہ دار پر بھی کھڑے ہو کر لوگوں تک پہنچائیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے گندم بہت پیدا فرما دی ہے۔ میں حیدر آباد سندھ سے یہاں تک دیکھتا آیا ہوں گندم کی فصل بفضل خداوند تعالیٰ بہت عمدہ اور وافر مقدار میں تیار ہوئی ہے۔ تم نے اتحاد کر کے اسلامی نظام کے لئے جدوجہد کی، اللہ تبارک تعالیٰ نے بے انتہا غلہ پیدا فرما دیا۔ لیکن غلہ ابھی گھروں میں نہیں آیا۔ اپنے رب کو منا لو۔ کسی شے کی اس کے خزانہ میں کمی نہیں، بس اس کو راضی کر لو۔ نظام شریعت کے لئے کوششیں جاری رکھو اگر کوتاہی کرو گے تو وہ سب چیز پر قادر ہے اخباروں میں پڑھا ہے کہ بعض گاؤں میں ژالہ باری سے فصلیں بالکل تباہ ہو گئی ہیں۔ یہ اس کی ناراضی کی علامت ہے بس رب کو منا لو پھر کسی چیز کی کمی نہیں۔ جمعہ کا مبارک برکتوں والا دن ہے

یہ وہی نظام شریعت والی مسجد ہے جو اقتدار کے گھمنڈ میں حکومت نے لے لی تھی کہ یہاں حق بات کہی جاتی ہے لیکن مسجد تو اللہ تبارک تعالیٰ نے دے دی لیکن لینے والے خود نہ رہے۔ یہ مسجدیں جنتی باغ ہیں مدرسے محمدی ﷺ باغ ہیں۔ ان کی آبادی ہماری آبادی ہے اور ان کی بربادی ہماری اپنی بربادی۔ جس کسی نے خدا کے گھر کو بے آباد کرنا چاہا اللہ تعالیٰ نے اسے برباد کر کے رکھ دیا۔ مسجد میں آؤ سبحان اللہ کہو۔ سبحان اللہ و الحمد اللہ کے کلمات زمین و آسمان کے برابر ہیں۔ لیکن وہی دیکھ سکتا ہے جس کو خدا نے بصارت دی ہو۔ مسجدوں میں ادب سے آؤ جو ادب سے آئے گا کامیاب ہوگا، جو بے ادبی سے آئے گا برباد ہوگا۔ اللہ کا کلام سیکھو۔ اس کے کلام پر عمل کرو اسے نہ چھوڑو۔ جو قرآن مجید پر عمل کریں گے وہ ہاتھ کھڑے کریں۔ مسجد نور جو نمازیوں سے بھری ہوئی تھی سب نے ہاتھ اٹھا کر عہد کیا۔ جوش میں نوجوانوں نے نظام شریعت زندہ باد کے نعرے لگائے۔ اصحاب صفہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر تمام دنیا سے تعلق توڑ کر خدا تعالیٰ کی پاک کتاب سیکھنے کے لئے مسجد میں ڈیرہ لگا کر بیٹھ گئے تھے۔ اللہ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے۔ نوجوانو! قرآن مجید سیکھو اسے چھوڑا تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

حضرت عمرؓ ایک دن انجیل پڑھ رہے تھے
حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا
تو چہرۂ انور پر ناراضگی کے آثار پیدا ہو گئے۔
حضرت صدیق اکبرؓ جو مزاج شناس نبوت صلی اللہ
علیہ وسلم تھے، نے دیکھا تو فوراً حضرت عمرؓ کو
متنبہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا انجیل اسی وقت بند
کر دی اور فوراً کہا اعوذ غضب اللہ وغضب
رسولہ رضیت باللہ ربا وبمحمد نبیا و
بالاسلام دینا۔ میں سب کو دعوت دیتا ہوں
اپنے رب کو منا لو اسے راضی کر لو۔ قرآن مجید
سیکھو، سکھاؤ۔ علماء سے کہتا ہوں روزانہ
صبح کی نماز کے بعد کم از کم ایک آیت کا درس دیا
کرو ورنہ پکڑے جاؤ گے۔ نوجوانوں سے کہتا ہوں
تم بھی ایک دن ہفتے میں خدا کی کتاب کے
لئے وقف کر دو۔ اس دن اور کوئی کام نہ کرو
آجکل سب جگہوں میں سیرت کے جلسے ہو رہے ہیں
سیرت کو منایا جا رہا ہے۔ مجھے اس بات کا دکھ
ہے کہ سیرۃ کو منایا تو جا رہا ہے اپنایا نہیں جا رہا۔
چاہیئے تو یہ کہ ہر شعبۂ زندگی میں سیرۃ کو اپناؤ
تجارت میں، معاملات میں، سیاست میں، بازار
میں، کھیت میں، دکان میں، منڈی میں، گھر میں
مسجد میں، بیاہ میں، پیدائش میں غرضیکہ ہر کام
میں اگر تم نے شریعت کو اپنا لیا تو تم دنیا اور آخرت
دونوں میں کامیاب ہو گئے۔ اللہ کریم نے بھی
سیرۃ کے جلسے کئے۔ ایک جلسہ بیت المقدس
میں کیا جہاں تمام انبیاء علیہ السلام کا اجتماع تھا
اور صدارت کے لئے امام الانبیاء کو جبرئیلؑ میرے
پیارے شان والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لے
کر پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدارت
فرمائی۔ دوسرا جلسہ عرش پر ہوا جہاں تمام فرشتے
شریک اجلاس تھے اور آخری سیرۃ کا جلسہ
روز قیامت میدان حشر میں ہوگا جہاں تمام
مخلوق جمع ہوگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیارے
شان والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صدارت
کے لئے بلایا جائے گا۔ کہو سبحان اللہ۔ سبحان اللہ
اللہ کریم ہمیں اس جلسے میں حضور کی شفاعت نصیب
فرمائے کہو آمین۔ جہاں جہاں میرے رب کی ربوبیت
ہے وہاں شان والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
نبوت موجود ہے جہاں قرآن مجید ہے وہاں نظام
شریعت بھی ہے۔ قرآن مجید پڑھا پڑھایا کرو۔
سبحان اللہ قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کا لطف
کعبۃ اللہ کے روبرو بیٹھ کر ہی آتا ہے۔ حدیث رسول
صلی اللہ علیہ وسلم پڑھانے کا لطف گنبد خضرا کے
سامنے بیٹھ کر ہی آتا ہے۔ اللہ سب کو بیت اللہ
اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرائے
کہو آمین۔ کعبۃ اللہ مقام جلال ہے۔ گنبد خضرا
مقام جمال ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلالی بھی
تھے جمالی بھی تھے۔ سبحان اللہ۔ سب کہو سبحان اللہ
کہو قرآن کے نظام کے لئے کوشش کرو گے
جو کوشش کریں گے وہ ہاتھ کھڑے کریں۔ سبحان اللہ
الحمد للہ اب سب سے پھنس گئے۔ وعدہ کر لیا
اس پر پختہ بھی رہنا۔ رزق تو میرے مولیٰ کے ہاتھ
میں ہے۔ اس نے فرمایا اللہ خلقکم ثم
رزقکم ثم یمیتکم۔ اللہ تعالیٰ
نے ہی سب کو پیدا کیا اور سب کے رزق کا
ذمہ دار بھی وہی ہے اور سب زندگی موت
بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ تین وظیفے
بتاتا ہوں سب کہو سبحان اللہ۔ حل مشکلات
فراخی رزق کے لئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ایک ایک سو بار پڑھا کرو۔ دشمنوں کے شر سے
محفوظ رکھنے کے لئے یا باسط یا حفیظ۔
طالب علموں کو امتحان میں کامیابی کے لئے یہ پڑھا
کرو رب انی مغلوب فانتصر انشاء اللہ
کامیابی ہوگی شر سے محفوظ رہو گے کہو سبحان اللہ
جو نظام شریعت کے لئے کوشش کریں گے ہاتھ
اٹھائیں سب نے ہاتھ کھڑے کر لئے اور نظام
شریعت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے
گئے۔

رات میں نے خواب دیکھا عرب والے
خوش ہو رہے ہیں۔ یہ بھی وعدہ کر کے آئے
ہیں۔ اب علماء کو چاہیئے کہ جب تک نظام شریعت
جاری نہ ہو جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے غلام چین سے نہ بیٹھیں۔ ہاں تیرا جانا بھی
مبارک اور آنا بھی مبارک۔ چرند، پرند تمام
مخلوقات شجر و حجر سب دعائیں کر رہے ہیں۔ تم
بھی وعدہ کرو کہ ہم ہفتہ میں ایک دن خدا کے لئے
دیا کریں گے۔ کونے کونے میں قرآن مجید کی
آواز پہنچاؤ۔ سب مسائل مشکلات کا حل نظام
شریعت میں ہے کہو سب سبحان اللہ۔ بھٹو
نے چاہا کہ قرآن کو مٹا دوں (نعوذ باللہ) لیکن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا
وعدہ کرو کہ نظام شریعت جاری کرنے میں علماء
کا ساتھ دو گے۔ مسجد نور کھچا کھچ بھری ہوئی
تھی۔ سب نمازیوں نے ہاتھ کھڑے کر دیئے۔
دیر ہو گئی ہے۔ میرا ادھر آنے کا کوئی
ارادہ نہ تھا اللہ تعالیٰ لایا ہے۔ خطبہ کے
بعد حضرت الامیر مدظلہ نے نماز پڑھائی نماز
جمعہ کے بعد عوام حضرت الامیر مدظلہ سے مصافحہ
کرنے کے لئے بے چین تھے۔ حضرت صوفی عبدالحمید
سواتی خطیب مسجد نور کے کمرے میں تشریف
لے گئے۔ جب وہاں بھی باہر لوگ جمع ہو گئے تو
باوجود اس کے کہ طلباء حضرت الامیر کے آرام کے
لئے دروازہ پر سختی سے پہرہ دے رہے تھے
حضرت نے جب لوگوں کا اشتیاق دیکھا تو
باوجود بیماری اور کمزوری کمرہ سے باہر نکل
کر صحن مدرسہ میں کرسی پر بیٹھ گئے اور حافظ
بشیر احمد سیکرٹری مدرسہ نصرت العلوم کو فرمایا
کہ کوئی سورۃ تلاوت کرو۔ حافظ صاحب
نے سورۂ اخلاص کی تلاوت کی اور حضرت
کے حکم پر ترجمہ بھی کیا۔ پھر مولانا عبدالقیوم ہزاروی
کو آواز دی اور انہیں سورہ کوثر کے ترجمہ کا
حکم فرمایا۔ مولانا عبدالقیوم کی حالت یہ تھی کہ
حضرت الامیر کی ہیبت سے منہ سے بات نہ نکلتی
تھی اور سورۃ پاک کی تفسیر کرتے وقت تمام بدن
پر لرزہ طاری تھا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت سندھیؒ
نے اس سورۃ کا خلاصہ یہ بیان فرمایا ہے کہ
جب تک سرمایہ دار اپنا سرمایہ قرآن مجید کے
پروگرام کی تکمیل کے واسطے خرچ نہ کرے گا اور
مولوی اپنی جان کی قربانی پیش نہ کرے گا پروگرام
پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔

آخر میں حضرۃ الامیر مدظلہ نے خود سورۃ کوثر
کا ترجمہ بیان فرمایا۔ پھر نماز عصر کے بعد حضرت
شیخوپورہ کے لئے تشریف لے گئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی

ایک ماہ قید با مشقت؛

جمعیۃ علماءِ اسلام پنجاب کے ناظم مولانا منظور احمد چنیوٹی کو مارچ کے ایک جمعہ کی تقریر کی بنا پر سمری کورٹ جھنگ نے ایک ماہ قید بامشقت کی سزا دی ہے۔ مولانا پر الزام یہ ہے کہ انہوں نے سیاسی مسائل پر گفتگو کی اور مرزائیوں کے خلاف نفرت انگیز تقریر کی۔ مولانا نے ۸ صفحات کا جو بیان کورٹ میں دیا ہے اس میں انہوں نے واضح کیا ہے کہ میں نے بھٹو کے قاتلوں کو سزائے موت دینے پر جنرل ضیاء صاحب کو مبارک باد دی اور اسلامی نظام کا مطالبہ کیا اور ظاہر ہے کہ یہ سیاسی بات نہیں۔

رہ گئے مرزائی تو چونکہ وہ قرآن و سنت اور آئین پاکستان کی رو سے کافر و مرتد ہیں اور مسلسل اشتعال انگیز حرکات کر رہے ہیں اس لیئے ان کی شرارتوں سے آگاہ کرنا میرا فرض ہے۔

جمعیۃ علماءِ اسلام پنجاب کے رہنماؤں مولانا عبید اللہ انور، قاری نور الحق اور جمعیۃ جھنگ و چنیوٹ کے رہنماؤں مولانا محمد یٰسین نقی عبد الحلیم مولانا عبد الوارث اور شیخ محمد سلیم وغیرہ نے مولانا کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

مولانا عبد الشکور دینپوری کی علالت

مجلس تحفظ حقوق اہلسنت پاکستان کے مرکزی صدر مولانا عبد الشکور صاحب دینپوری اچانک شدید علیل ہو گئے۔

مولانا بہاولپور میں تقریر فرما رہے تھے کہ منہ سے خون آگیا۔ علاج کی غرض سے مولانا نے اپنے تمام پروگرام سندھ، سرحد، بلوچستان ملتوی کر دیئے ہیں۔

گڑھ مہاراجہ میں جلسہ

انجمن فاروقیہ اہل سنت والجماعت کا سالانہ جلسہ نائب سجادہ نشین حضرت سلطان خضر حیات منعقد ہوا۔ مولانا نور الحسن بخاری شاہ صاحب جناب گستر صاحب نے خطاب کیا۔ مولانا نور الحسن

صاحب نے کہا ہم نے اسلام کو نہیں سمجھا جس کی وجہ سے ہم سب پریشان ہیں۔ آپ خدا کو یاد کریں تو خدا آپ کو اس مصیبت سے نجات دے گا۔ آخر میں دعا کے بعد جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔

حضرت الامیر حافظ الحدیث

مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی

مدظلہٗ امیر جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان

کا بھکر میں ورود مسعود

۲۳ اپریل بروز اتوار یادگار سلف حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی امیر جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان سرگودھا سے بھکر تشریف لائے۔ ظہر کی نماز کے بعد نو تک میں اپنے مواعظ حسنہ سے عوام کو مستفید فرمایا۔ بعد ازاں مغرب کے وقت جامعہ رشیدیہ بھکر میں تشریف لائے اور مغرب کی نماز کے بعد حضرت مولانا محمد رمضان صاحب امیر جمعیۃ علماءِ اسلام ضلع میانوالی کے مختصر خطاب کے بعد حضرت اقدس نے علم و عرفان سے عوام کے قلوب کو منور فرمایا جس میں دینی مدارس کے قیام اور علماء حق سے وابستگی پر زور دیا۔

عشاء کی نماز کے بعد بھکر کی مشہور اور قدیم دینی درسگاہ مدرسہ جامع العلوم میں مفصل خطاب فرمایا۔ پھر مدرسہ دار الھدیٰ میں تقریر فرمائی۔ ۲۴ اپریل بھکر کے روحانی پیشوا حضرت مولانا حافظ غلام محی الدین کی دعوت پر مسجد فخر نور میں صبح کی نماز کے بعد درس قرآن پاک دیا اور خصوصی دعاؤں سے نوازا، پھر عازم کوٹ ادو ہوئے۔ معززین شہر نے حضرت اقدس مدظلہ کو رخصت کیا۔

کوٹ ادو میں

حضرت درخواستی صاحب کی آمد؛

مورخہ ۲۴ اپریل ۷۸ء بروز سوموار حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی مدظلہٗ امیر جمعیۃ علماءِ اسلام کل پاکستان دوپہر بھکر سے کوٹ ادو تشریف لائے۔ ایک بجے سے تین بجے تک ڈاکٹر عبد الرشید صاحب کے مکان پر قیام کیا۔ نماز ظہر سے فارغ ہو کر حضرت باہمراہ چوہدری شوکت علی صاحب۔ حاجی بشیر احمد زرگر مولانا مسعود احمد صاحب، شیخ محمد اکبر، مولانا محمد عبد الحمید مصطفیٰ حمزہ پہنچے اور وہاں ساڑھے پانچ بجے تک عوام کو خطاب فرمایا۔ ساڑھے چھ بجے شام مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم پہنچے اور بعد نماز مغرب حضرت نے مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادو کی مسجد میں درس قرآن دیا اور عوام سے وعدہ لیا کہ وہ نماز کی پابندی کریں گے اور حقوق العباد اور حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کریں گے۔ مسجد عوام سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ پونے نو بجے درس سے فارغ ہو کر حضرت حاجی بشیر احمد زرگر کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اور پونے دس بجے وہاں سے روانہ ہو کر حضرت مدرسہ عربیہ دار العلوم مدنیہ کوٹ ادو جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ جونہی جلسہ گاہ میں پہنچے فضا نعرۂ تکبیر اللہ اکبر۔ حضرت درخواستی زندہ باد، نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باد پاکستان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ حضرت نے ساڑھے بارہ بجے تک مدلل مفصل خطاب فرمایا اور دینی مدارس اور مساجد کی خدمت کی طرف توجہ دلائی۔ آخر میں حافظ صاحب کی دستار بندی کرائی گئی۔ ایک بجے رات حضرت کو تکلیف ہو گئی اور غشی طاری رہی۔ صبح چار بجے کچھ طبیعت سنبھلی۔ ڈاکٹر ظل نظام الدین صاحب اور ڈاکٹر کیپٹن غلام احمد صاحب نے دوائی دی۔ دس بجے حضرت محمود کوٹ معہ ساتھیوں کے روانہ ہوئے اور محمود کوٹ جامع مسجد میں درس قرآن ساڑھے بارہ بجے تک دیا اور بعد میں حضرت مولانا مفتی محمد صدیق صاحب کے مدرسہ میں دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ حکیم عبد الحی صاحب کی خیریت دریافت کی اور ڈیڑھ بجے دوپہر نعروں کی گونج میں حضرت کو رخصت کیا۔ دوپہر مدرسہ عید گاہ مظفر گڑھ میں قیام کیا۔ بعد نماز عصر خانپور کے لئے تشریف لے گئے۔ ان کے

ہمراہ کوٹ ادو کے چوہدری محمد شریف ٹھیکیدار اپنی گاڑی لے کر غائب ہو گئے ہیں

کیمبخر ضلع مظفر گڑھ :

گورنر پنجاب نے کیمبخر ضلع مظفر گڑھ کا نام تبدیل کر کے شاہ جمال رکھ دیا ہے۔ آئندہ شاہ جمال لکھا جائے۔

شیخ محمد اکبر آفس سیکرٹری
جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ

ترجمان اسلام کے بقایا جات جلد ادا کئے جائیں۔

جمعیۃ علماء اسلام ضلع فیصل آباد کے امیر مولانا نور احمد مظاہری شہری امیر مولانا عزیز الرحمٰن الوزی ضلعی جنرل سیکرٹری مولانا محمد عابد نعیم اور ناظم نشر و اشاعت مولانا قاری محمد الیاس نے ضلع فیصل آباد کے ترجمان اسلام کے خریداران اور ایجنسی ہولڈرز سے اپیل کی ہے کہ ترجمان اسلام کے بقایا جات جلد ادا کر دیں تاکہ جماعتی آرگن کو زیادہ سے زیادہ ترقی دی جا سکے بصورت دیگر ایک ہفتہ کے بعد ضلع بھر کے احباب کے پاس جا کر ان کو اخلاقی طور پر مجبور کیا جائے گا ورنہ پرچہ بند کر کے ان کے نام ترجمان اسلام میں اشاعت کے لئے دیئے جائیں گے تاکہ ایسے غیر ذمہ دار اراکین کو متعارف کیا جا سکے جو جان بوجھ کر جماعتی آرگن کو نقصان پہنچانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

شاہدرہ اور سمن آباد لاہور

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام حلقہ شاہدرہ کے احباب نے ضلعی جمعیت کے عہدیداروں کو ایک عصرانہ دیا جس میں ضلعی عہدیداروں نے شرکت کی۔ اس محفل میں مولانا سعید الرحمٰن صاحب علوی جنرل سیکرٹری ملک شیر محمد صاحب صدر ضلع لاہور نے اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں قائد جمعیۃ و قائد پاکستان قومی اتحاد مولانا مفتی محمود کی کوششوں کو سراہا۔ ہر دو حضرات نے اپنی طرف سے اور ضلعی جمعیۃ کے تمام عہدیداروں اور کارکنوں کی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

اس عصرانہ میں شرکت کرنے والے حضرات مولانا عبد الحئی صاحب اعوان، مولانا محمد شفیع صاحب میاں محمد حنیف مستری سراج الدین، قاری سعید احمد مولانا اللہ داد، قاری نور محمد دیگر تمام حضرات نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں ۲۰ اپریل بروز جمعہ پانچ بجے شام حلقہ سمن آباد کی طرف سے ضلعی مجلس عاملہ کے عہدیداروں کے لئے ایک سادہ اور پروقار دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں علاقہ کے معززین علماء کرام، تاجر، دیگر تمام حضرات نے شرکت کی جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور کے سرپرست مولانا محمد اسحٰق قادری ملک شیر محمد صاحب صدر جنرل سیکرٹری، مولانا سعید الرحمٰن علوی نے ہفت روزہ ترجمان کے ایڈیٹر جناب اکرام القادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام صرف اور صرف نظام شریعت کا نفاذ چاہتی ہے کیونکہ اس ملک کی بنیاد نظام اسلام کے نام پر رکھی گئی تھی مگر افسوس صد افسوس تیس سالہ دور میں اسلام کو فیشن کے طور پر استعمال کیا گیا عملی طور پر نافذ نہ کیا۔ ہمارے اکابر جنکی ایک زندہ تاریخ ہے ہر باطل قوت کے سامنے ڈٹے رہے حق بات کہتے رہے۔ اس مسلسل جد و جہد کے نتیجہ میں اللہ پاک نے گذشتہ سال جو کامیابی عطا فرمائی یہ محض مولا کا کرم ہے۔ علماء، وکلاء، طلباء، مزدور، خواتین، امیر، غریب ہر ایک نے نظام شریعت کیلئے قربانیاں دیں۔

قادری صاحب نے کہا چاہے کام تھوڑا ہی ہو مگر ہو مسلسل، اس کام میں خلوص بھی ہو پھر نتائج ضرور برآمد ہوتے ہیں۔ آخر میں علاقے کے تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا اور انہیں تعاون کا یقین دلایا۔

اس دعوت کا اہتمام و انتظام مخدوم منظور احمد صاحب، سینئر نائب صدر ضلع لاہور نے کیا۔ شرکت کرنے والے حضرات حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ، عبد الحئی اعوان۔ سیکرٹری علماء کونسل حافظ میاں عبد الحسن جناب رحمٰن بخش صاحب، قاری عبد القیوم صاحب زاہد صاحب، قاری دلپذیر صاحب، مولانا عبد الغفور صاحب اور دیگر کثیر کارکن

بقیہ : معمولی رکاوٹ

دل سے سوچنا چاہئے کہ وہ اپنے اس موقف پر قائم رہ کر موجودہ حالات میں ملک اور قوم کی کیا خدمت کر رہے ہیں اور پھر یہ کہ پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ اور جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی مولانا مفتی محمود نے اپنے ایک حالیہ بیان میں بانئ پاکستان کے طرز عمل کی مثال پیش کر کے تاریخ کے حوالے سے یہ ثابت کیا ہے کہ انہوں نے غیر معمولی حالات میں کس طرح سے غیر نمائندہ حکومت میں شرکت کر کے تعاون کی راہ استوار کی تھی۔

رہی یہ تشویش کہ شاید قومی حکومت کے قیام سے انتخابات کا خرخشہ ہی ختم ہو جائے اور ایک طویل عرصے تک ایک بار پھر ملک پر غیر نمائندہ حکومت کا تسلط ہو جائے تو اس سلسلے میں جنرل محمد ضیاء الحق کی اب تک کی جانے والی تقریروں اور وضاحتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اطمینان خاطر رکھنا چاہیئے۔ اپنے حالیہ انٹرویو میں بھی انہوں نے پر زور طریقے سے کہا ہے کہ میرا اور میرے ساتھیوں کا زیادہ مدت تک اقتدار میں رہنے کا ارادہ نہیں۔ ان وضاحتوں اور یقین دہانیوں کے بعد خوفزدگی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی





طلباء کی سرگرمیاں



مرتبہ:- طاہر چودھری

مرکزی قائمقام صدر اور مرکزی ناظم مالیات پورے ملک کے ہنگامی دورے پر روانہ ہو گئے

پشاور یونیورسٹی کے اورئینٹل سکیشن میں جمعیۃ کی زبردست کامیابی

مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۹ جون کو ہو گا۔

جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان کے مرکزی قائمقام صدر جناب جاوید ابراہیم پراچہ اور مرکزی ناظم مالیات جناب میاں محمد اجمل قادری نے پورے ملک کا تنظیمی دورہ شروع کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں پہلا اجلاس ۴ اپریل کو مرکزی دفتر لاہور میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں قائد طلباء میاں محمد عارف نے بھی شرکت کی۔ اس اجلاس میں پنجاب جمعیۃ کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور ہدایات جاری کی گئیں۔ آئندہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔ مرکزی قائمقام صدر نے پنجاب جمعیۃ کی مجلس عاملہ کے ان اراکین کو جو اجلاس میں شامل نہیں ہوئے جواب طلبی کے نوٹس جاری کئے ہیں۔

مزید براں یہ دونوں مرکزی راہنما ۴ اپریل کی شام کو حیدرآباد کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہاں ۵ اپریل کو جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ سندھ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کریں گے۔ اس کے بعد دونوں راہنما کوئٹہ تشریف لے جائیں گے اور پھر پشاور کو سدھاریں گے۔ ان کے دورے کے اختتام پر تفصیلات شائع کیجائیں گی۔

پشاور یونیورسٹی

(شاندار کامیابی):

پشاور یونیورسٹی میں یونین الیکشن سے پیشتر مختلف ڈیپارٹمنٹ کے الیکشن ہو رہے ہیں۔ جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے شاندار کامیابیاں حاصل کر رہی ہے۔ پچھلے دنوں پشاور یونیورسٹی شعبہ اسلامیات کے انتخابات مکمل ہوئے جس میں جمعیۃ طلباءِ اسلام پشاور کے صدر جناب عبدالحفیظ بلا مقابلہ جنرل سیکریٹری منتخب ہو گئے جبکہ شاہ نزار بھاری اکثریت سے صدر اور عبدالمتین۔ عبدالرحمٰن بالترتیب کلاس نمائندہ برائے فائنل ایئر اور کلاس نمائندہ برائے سال اوّل بھاری اکثریت سے منتخب ہوئے۔ بنابریں پشاور یونیورسٹی کے اورئینٹل سیکشن اردو۔ عربی۔ فارسی کے شعبوں میں جمعیۃ کے کارکنوں نے بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی ہے۔

جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان کے مرکزی قائمقام صدر جناب جاوید ابراہیم پراچہ نے تمام منتخب ہونے والے کارکنوں کو مبارکباد دی ہے اور امید ظاہر کی ہے کہ ان کی کامیابی جمعیۃ کے پروگرام کو طلباء میں متعارف کروانے کے لئے ممد و معاون ثابت ہو گی۔ آپ نے کارکنوں کو محنت سے کام کرنے اور طلباء کے مسائل حل کروانے میں دلچسپی لینے کی ہدایات بھی کی ہیں۔

یاد رہے پشاور یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے الیکشن ۱۵ مئی کو منعقد ہو رہے ہیں جمعیۃ طلباءِ اسلام نے پختون سٹوڈنٹس فیڈریشن کے تعاون سے الیکشن کے لئے ایک مشترکہ پینل کا اعلان کیا ہے۔

تنظیمی دورہ:

جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ سرحد کے ناظم اطلاعات سید نصیب علی شاہ نے ضلع دیر سوات مالاکنڈ ایجنسی کے اہم مقامات ادیح۔ چکدرہ۔ مینگورہ۔ جہانزیب کالج سوات سخاکوٹ کا تنظیمی دورہ کیا۔ آپ نے ان مقامات پر جماعت کے کام کو تسلی بخش پایا۔ کارکنوں کو مزید محنت اور استقلال سے کام کرنے کی ہدایت دیتے ہوئے کہا کہ معاشرے کی اصلاح اور اسلامی نظام تعلیم کے قیام کے لئے اپنی جدوجہد کو مزید تیز کر دو۔ انشاء اللہ کامیابی جلد آپ کے قدم چومے گی۔

پشاور یونیورسٹی میں

یونٹ کا قیام:

جمعیۃ طلباءِ اسلام پشاور یونیورسٹی کے کارکنان کا ایک انتہائی اہم اجلاس ۲۹ اپریل کو اورئینٹل سیکشن میں جناب جاوید ابراہیم پراچہ

قائمقام صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی زیرصدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد کے صدر جناب فضل الرحمٰن نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں پشاور یونیورسٹی کے درج ذیل یونٹ قیام میں لایا گیا:۔

صدر : عبدالحفیظ شعبۂ اسلامیات پشاور یونیورسٹی

نائب صدر : خان انجینیئرنگ کالج پشاور

ناظم عمومی : عبدالوہاب شعبہ عربی پشاور یونیورسٹی

ناظم : رحمت اللہ اسلامیہ کالج پشاور

〃 مالیات : عبدالمتین، شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی

تنظیمی دورہ (لاڑکانہ)

پچھلے دنوں جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان ضلع لاڑکانہ کے صدر نے ضلع کا تنظیمی دورہ کیا۔ آپ پہلے لاڑکانہ شہر تشریف لے گئے۔ وہاں کارکنوں کے ایک کثیر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ کے پروگرام پر روشنی ڈالی۔ وہاں جمعیۃ طلباء اسلام دھامڑا شاخ کے سیکریٹری سے تفصیلاً ملاقات بھی ہوئی اور مختلف امور کے بارے میں ضلعی صدر نے ہدایات دیں۔ بعد میں ضلعی صدر صاحب وارہ تشریف لے گئے۔ وہاں مقامی دفتر میں طلباء کے ایک کثیر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ضلعی صدر نے جماعت کے اغراض و مقاصد پر بالتفصیل روشنی ڈالی۔ جمعیۃ کے پروگرام سے متاثر ہو کر درج ذیل طلباء نے باقاعدہ طور پر جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔

۱۔ غلام قادر صاحب ۲۔ نور احمد صاحب
۳۔ غلام احمد صاحب ۴۔ حافظ عزیز احمد صاحب
۵۔ اللہ بخش صاحب ۶۔ صدرالدین صاحب
۷۔ عبدالوہاب صاحب ۸۔ گلزار احمد صاحب

بعد میں ضلعی صدر قنبر تشریف لے گئے اور وہاں بعد از نماز ظہر طلباء کے ایک اجتماع سے خطاب کیا۔

"عزم نو" شائع ہوگیا

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کا آرگن ماہنامہ "عزم نو" کا مئی کا شمارہ شائع ہوگیا ہے جلد کاپی حاصل کر لیجئے ورنہ اشاعت دوم کا انتظار کرنا پڑے گا۔ تمام خریداروں کو پرچہ بھیج دیا گیا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں اطلاع کیجئے۔

انتخاب (پیر گوٹھ)

صدر : محمد نواز شاہ لطیف کالج خیرپور

ناظم : عبدالعزیز میمن مدرسہ مفتاح العلوم

〃 اطلاعات : حافظ رفیق احمد گورنمنٹ ہائی اسکول

〃 مالیات : محمد انور مدرسہ مفتاح العلوم